حقائق المعارف

رحمتہ اللہ علیہ
پیر سید ابو الکمال برق نوشاہی

سلسلہ اشاعت کتب نوشاہیہ نمبر ۶۴

بہرۂ خود گیر در بزم کمال ... از سقاۃ الحب کاسات الوصال

مجموعۂ ارشادات نیر تابانِ طریقت واقفِ اسرارِ حقیقت حضرت

پیر سید ابوالکمال برق نوشاہی بحر العلومی مدظلہ العالی

سجادہ نشین دربار نوشاہی ڈوگہ شریف ضلع گجرات

موسوم بہ

حقائق المعارف

مرتبہ

شیخ التفسیر والحدیث حضرت علامہ حافظ پیر محمد انور نوشاہی سیالکوٹی

صدر مدرس جامعہ اسلامیہ چکسواری شریف ضلع میرپور (آزاد کشمیر)

الناشر:

محمد حنیف قمر نوشاہی بی اے جنرل سیکرٹری جماعت المرتاضین

چکسواری شریف ضلع میرپور (آزاد کشمیر)

نام کتاب حقائق المعارف

مرتب علامہ حافظ محمد انور نوشاہی سیالکوٹی

موضوع مسائل تصوف

بار اول

تعداد ایک ہزار

کاتب عبدالحق نوشاہی رقم جھیورانوالی

سن ترتیب جنوری سنہ ۱۹۷۲ء

تاریخ طباعت ستمبر سنہ ۱۹۷۶ء

ناشر محمد حنیف قمر بی۔ اے

مطبع علمی پرنٹنگ پریس ۱۷، ہسپتال روڈ لاہور

قیمت فی کاپی مجلد پانچ روپے

ملنے ــــ کے ــــ پتے

۱۔ جامعہ اسلامیہ چک سواری شریف ضلع میرپور (آزاد کشمیر)
۲۔ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔
۳۔ مکتبہ نوشاہیہ دربار نوشاہی ڈوگہ شریف ضلع گجرات
۴۔ اسلامک مشنری کالج بریڈ فورڈ انگلینڈ
۵۔ مکتبہ علویہ ڈجکوٹ روڈ لائل پور
۶۔ نوری کتب خانہ بازار داتا گنج بخش لاہور

آغازِ سخن

زیرِ نظر رسالہ موسوم بہ حقائق المعارف نیّرِ تابانِ طریقت حضرت علامہ پیر سید ابوالکمال برق نوشاہی سجادہ نشین دربارِ نوشاہی ڈوگہ شریف ضلع گجرات کے ارشادات پر مشتمل ہے۔ حضور کے یہ ارشادات میرے پیر و مرشد حضرت علامہ حافظ محمد انور نوشاہی سیالکوٹی نے دسمبر ۱۹۷۱ء و جنوری ۱۹۷۲ء میں قلم بند کئے تھے۔

آپ کے یہ ارشادات حضرت حافظ صاحب قبلہ کے سوالات کے جواب ہیں۔ جو طریقت کے اسرار و رموز اور مسائل پر مشتمل ہیں۔ مرتب رسالہ ہذا کو ایک طویل عرصہ صاحب ملفوظات کی خدمت میں رہنے کا شرف حاصل رہا ہے۔ آپ نے عصرِ حاضر کے عظیم المرتبہ بزرگ کے ارشادات کو قلم بند کر کے فرزندانِ تصوف پر احسانِ عظیم کیا ہے۔ اس رسالہ کے مرتب جلیل القدر عالمِ دین اور بلند پایہ فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ شیخ طریقت بھی ہیں اور جناب پیر صاحب قبلہ کے خلیفۂ مجاز ہیں۔ آپ گذشتہ بیس پچیس سال سے درس و تدریس کے فریضہ کو ادا کر رہے ہیں اور ان دنوں ہیں جامعہ اسلامیہ چکسواری شریف میں صدر مدرس کے عہدہ پر فائز ہیں۔ حضرت حافظ صاحب قبلہ اردو، فارسی، عربی اور پنجابی کے بلند پایہ شاعر اور ادیب ہیں۔

آپ کا آبائی وطن موضع بھرد کے ضلع سیالکوٹ ہے۔ آپ ترک وطن کر کے ڈگہ شریف میں سکونت گزیں ہیں۔

○

صاحبِ ارشادات کا مختصر تذکرہ

حضرت سید ابوالکمال برق نوشاہی مدظلہ سرزمین آزاد کشمیر کے شہرہ آفاق بزرگ حضرت قطب الاقطاب سید چراغ محمد شاہ نوشاہی قادری قدس سرہ کے دوسرے فرزند ہیں جو مجدد اعظم حضرت سید نوشہ گنج بخش قادری کی اولاد ہیں

شجرۂ نسب سید ابوالکمال برق نوشاہی بن قطب الاقطاب سید چراغ محمد شاہ بن سید نصیر الدین احمد الملقب بہ بحر علوم بن سید غلام محمد شاہ بن سید حافظ حسن محمد شاہ عارف بن حافظ سید خان محمد ملک شاہ بن فقیہہ اعظم حضرت سید محمد ابراہیم شاہ بن سید سلطان محمد سعید شاہ دولا بن محدث اعظم حضرت سید محمد ہاشم شاہ دریادل بن مجدد اعظم حضرت سید نوشہ گنج بخش قادری قدس سرہٗ۔

تاریخ ولادت آپ مورخہ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ بروز جمعۃ المبارک آستانہ عالیہ نوشاہیہ چک سواری شریف میں پیدا ہوئے۔

آپ اپنے والد ماجد کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں آپ نے چک سواری شریف سے اپنی سکونت دینہ ضلع جہلم میں منتقل کر لی۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد آپ نے موضع بھٹل شریف ضلع جہلم میں زمین خرید لی اور وہیں آپ نے رہائش اختیار کر لی۔ ابھی آپ کو وہاں سکونت گزیں ہوئے چند سال ہی ہوئے تھے کہ آپ کا گاؤں اور اراضی منگلا ڈیم میں آگئے، جس کی وجہ سے آپ ترکِ وطن کر کے موضع ڈوگہ ضلع گجرات میں آگئے۔

ڈوگہ شریف گجرات سے شمال کی طرف گیارہ میل کے فاصلہ پر بھمبر روڈ پر واقع ہے۔ یہاں آپ نے ایک عظیم الشان دینی درسگاہ جامعہ تبلیغ الاسلام کے نام سے قائم کی ہے جو پاکستان کی دینی درسگاہوں میں ایک امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔ جامعہ تبلیغ الاسلام کی دو منزلہ بلڈنگ لب سڑک واقع ہے جو گجرات سے شمال کی طرف ساڑھے گیارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔

تصنیف و تالیف سید ابوالکمال برق نوشاہی کثیر التعداد کتب کے مصنف ہیں. آپ فارسی پنجابی اور عربی میں بلا تکلف شعر کہہ لیتے ہیں. پنجابی نظم میں آپ نے مندرجہ ذیل کتابیں اور سی حرفیاں لکھی ہیں :-

۱. قصہ ہیر بادشاہ زادی غیر مطبوعہ
۲. خونی کھوہ غیر مطبوعہ
۳. بارہ ماہ برقیہ مطبوعہ
۴. سی حرفی پیر روشنضمیر مطبوعہ
۵. سی حرفی فانی دنیا مطبوعہ (تین بار طبع ہو چکی ہے)
۶. سی حرفی فیض نوشاہی مطبوعہ (دو بار طبع ہو چکی ہے)
۷. نعت نوشاہی مطبوعہ (دو بار طبع ہو چکی ہے)
۸. تحائف نوشاہیہ حصہ اول مطبوعہ
۹. تحائف نوشاہیہ حصہ دوم مطبوعہ (دو بار طبع ہو چکی ہے)
۱۰. سی حرفی سخی شاہ سلیمان نوری مطبوعہ
۱۱ تحفہ نوشاہی مطبوعہ
۱۲. سی حرفی آزاد کشمیر مطبوعہ
۱۳. لفافہ بازی مطبوعہ
۱۴. سی حرفی عرفان نوشاہی مطبوعہ
۱۵. باغ بہار غیر مطبوعہ
۱۶. علم الانبیاء غیر مطبوعہ
۱۷. مکتوبات برقیہ غیر مطبوعہ
۱۸. زمزمہ نوشاہی مطبوعہ

۱۹ - گلزارِ نوح (غیر مطبوعہ)
۲۰ - مرزا صاحباں (غیر مطبوعہ)
۲۱ - سسی پنوں (غیر مطبوعہ)
۲۲ - ہیر رانجھا (غیر مطبوعہ)
۲۳ - شجرہ نسب حضرت نوشہ گنج بخش (غیر مطبوعہ)
۲۴ - گلستان نوشاہی (غیر مطبوعہ)
۲۵ - مناقبات نوشاہی (غیر مطبوعہ)
۲۶ - داستانِ عبرت (غیر مطبوعہ)
۲۷ - جھگڑا جٹ تے ملاں (غیر مطبوعہ)
۲۸ - ضرب قلندر (غیر مطبوعہ)
۲۹ - سوہنی مہینوال (غیر مطبوعہ)
۳۰ - زینت الفقراء (غیر مطبوعہ)

آپ کی دیگر تصانیف

حضرت سید ابو الکمال برقؔ نوشاہی مدظلہٗ نے اردو نثر میں بھی بہت سی کتابیں لکھی ہیں جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں :-

۱۔ شجرہ شریف نوشاہی ۲۔ لوامع البرکات فی تحقیق السادات ۳۔ رضائے کبریا برگزیدہ اصفیاء ۴۔ گلدستہ نوشاہی ۵۔ سفرنامہ کراچی ۶۔ سفرنامہ خوشاب شریف ۷۔ نوشہ گنج بخش - ۸۔ قطب الاقطاب ۹۔ جواہر نوشاہیہ ۱۰۔ نوشہ پیر ۱۱۔ قطب الکونین ۱۲۔ خزینۃ الاصفیاء کے اردو ترجمہ پر ایک نظر ۱۳۔ تحقیق مزار اقدس حضرت نوشہ گنج بخش ۱۴۔ نوشہ گنج بخش اور ان کی تعلیمات ۱۵۔ حیات ناصر ۱۶۔ حیات سیدہ ام البرکات ۱۷۔ مسئلہ خلافت نوشاہیہ ۱۸۔ چک سواری شریف اور اسکے مضافات ۱۹۔ سیادت علویہ ۲۰۔ شمس بازغہ ۲۱۔ مجربات برقیہ وغیرہ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو فہرست تصانیف سید ابو الکمال برقؔ نوشاہی مطبوعہ

اللہ تعالیٰ حضور کا سایۂ عاطفت تا دیر ہمارے سروں پر قائم رکھے اور ہمیں آپ کے فیوضات و برکات سے مستفید ہونے کی توفیق ارزانی کرے۔ آمین

احقر محمد حنیف قمرؔ نوشاہی

آپ کا عربی کلام

شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ کهف الوریٰ

صدر العلیٰ نور الهدیٰ لاولی النهیٰ

الاحمد هو حامد و محمد

ولوائه حمد اللواء علی العلیٰ

جمع الخلائق تحتها محشورة

لشفاعة الکبریٰ وهی لترتجیٰ

البرق یرجوا ان یعیش بتبعه

فی حبه ورضائه لمن ارتضیٰ

ایضاً منه

یا مالی لا الوذ بمن یجیر | لهیفا یستغیث و یستجیر
لقی شمس وفی قمر منیر | وفی الاکوان والعلیا امیر
لقد لبث الزمان الیٰ مکیث | مشار ما تحرک لا یسیر
فدیٰ راسی وعینی قال بدر | ولیلا بالنبوة یستشیر
انامله جرت نبعاً عذباً | تسقی کل ظمآن وعیر
حبیب الله فی قلبی شهید | ومحمود ومشهود شهیر

ملاذ البرق فی کرب وضیق

هو المولیٰ باحوالی خبیر

نعت ابر بشارتی ص ۲۴

آپ کا فارسی کلام

(۱)

زنورِ مصطفےٰ ارض و سماء پُر نور می بینم
زمین پاک بطحا سجدہ گاہِ طور می بینم

امام الانبیاء محبوبِ خالق ساقیِ کوثر
ثریا تا ثریٰ از عشق او مخمور می بینم

چہ جرأت دیگراں را ہست با او ہمسری دارند
چوں جبریلِ امیں در خدمتش مامور می بینم

بحسن خوبیٔ قسمت چرا نہ برقؔ من نازم
کہ من زیرِ لوائش خویش را محشور می بینم

(۲)

جہانے زیر فرمانِ محمد
شدہ جبریل دربانِ محمد

خلیل و یوسف و عیسیٰ و موسےٰ
ہمہ قربان بہ شانِ محمد

زبور، انجیل توراتؔ و صحائف
جمیع کردند اعلانِ محمد

زنورِ حق جہانے گشت روشن
طلوع شد شمس تابانِ محمد

بہ قصرِ کسریٰ لرزہ بیفتاد
ہویدا گشت برہانِ محمد

کسے قدرت ندارد تا قیامت
کہ آرد مثلِ قرآنِ محمد

زسختی حشر من باکے ندارم
کہ ہستم من مدح خوانِ محمد

چرا بر بختِ خود نہ برقؔ نازم
غلامم از غلامانِ محمد

○

زہے عز و جاہ و جلالِ محمد | زہے قدر و منزل کمالِ محمد
زمین و زمن شد ز نورش فروزاں | نشد ہیچ پیدا مثالِ محمد
بچشمِ بصیرت کسے گر بہ بیند | جمالِ الٰہی جمالِ محمد
رُخِ پاک واللہ مثالے ندارد | جہاں مست شد در خیالِ محمد
جز ایں ہیچ بہتر وظیفہ ندانم | ثنائے محمد و آلِ محمد
رواں حکم او از ثریٰ تا ثریا | جہاں زیرِ فرماں نعالِ محمد

منم برقؔ برقسمتِ خویش نازم
کہ سودائے دارم وصالِ محمد

(نعت نوشاہی)

نذرانۂ عقیدت بحضور سیّد الاولیاء مجدّدِ اعظم حضرت نوشہ گنج بخش قادری قدس سرہٗ

زہے نوشاہِ عالم قطبِ ارشاد | امام الاولیاء و شاہِ افراد
جنیدِ دہر شہبازِ طریقت | بملکِ قادری شمسِ حقیقت
بفلکِ معرفت روشن چوں مہتاب | ز فیضانش مقدس گشت پنجاب
کلاہِ قادری زیبِ سرِ او | ببوسند قدسیاں سنگِ درِ او
کریمے شد بجرمِ خویش مشہور | بجامِ معرفت مسرور و مخمور
جہانے گنج بخش آنرا بگوید | بیابد سائل از وے آنچہ جوید
مجدّدِ اعظم و غوث الخلائق | بشد غواص در بحرِ حقائق
چوں آں سلطانِ دیں جلوہ نمودہ | غبارِ کفر از عالم ربودہ!
کسے کو مرقدش از صدق بوسید | بیک لحظہ بمقصد خویش برسید

بعالم تا ابد فیضان نوشہ | بملکِ معرفت سلطان نوشہ
بشرعِ مصطفیٰ دامن بیا راست | زصوتش محفل بدعات برخاست
مزارش مخزن انوار بینم | مقامش مرجعِ اخیار بینم
کسے کز صدق در رنگِ آید | بیابد از نگاہش ہر چہ خواہد

عزیمم مستمندم خستہ حالم
گدائے بارگاہش بوالکمالم ؁

بلو چے پیش خدمت کرد فریاد | کہ اے نوشاہِ عالم قطبِ افراد
زنے دارم کہ بینائی ندارد | شب و روز او بگریہ می گذارد
بخدمت پاکبازاں می رسیدم | شفائش لیک در قسمت ندیدم
طبیباں از علاجش دست بردار | فقیراں از دعا کردند انکار
بحرمت شاہ سلیماں کرم فرما | درِ قسمت زلطف خویش بکشا
بکن نظرِ کرم بر حال زارم | غریبم مفلسم لاچار و خوارم
بالطافِ کریمانہ نوازی | بہ مسکیناں غم بندہ نوازی
تو ابرِ رحمتی نوشاہِ عالم | بباری بر غریباں خستہ حالم
دعائے تو بدرگاہ مستجاب ست | زفیضانت جہانے فیضیاب ست
زدستت می نویسد قلم تقدیر | قضائے ما بکن در لوح تغییر
بکرم و لطف کن مشکلکشائی | زنگہِ پاک تو یابم رہائی
باقضائے جہاں حیران گشتم | باین آزار سرگردان گشتم

؁ نوشہ گنج بخش

بلوچے چوں چناں فریاد بنمود — بلطف خویش اورا شاہ فرمود
کہ آں معذورہ نابینا کجا ہست — بیارا اورا کہ بابِ فیض وا ہست
چوں آمد پیش آں مجبورِ لاچارہ — بگفتا سوئے من بیں اے نکوکارہ
چوں دید آں سوئے سلطانِ ولایت — بصارت باز آمد از عنایت
جبینِ عجز برقدمش بیا سود — زنگہ پاک حاصل گشت مقصود
بذوق وشوق در سلکِ ارادت — چوں داخل گشت از روئے سعادت
زذکر لا الہ شد قلب پُر نور — زنورِ معرفت آں گشت معمور
شتربان ہم بہ بیعت دست می داد — زبندِ نفس دوں آں گشت آزاد

زہے نوشاہِ عالم قطبِ دارین
زفیضانش بہ بیں معمور کونین

تو اے برقِ حزیں از انکساری — بکن دربارگاہش عجز و زاری
زنگہش بختِ تو بیدار گردد — زفیضش خارِ تو گلزار گردد
یقیں داری کہ از دربارِ دُربارہ — نماندہ ہیچ کس محروم زنہار
منم نابینا ہم روسیاہم — زلطفت روشنیٔ دل بخواہم
زلطفِ خویش بنوازی گدا را — نگاہ کرم یا نوشہ! خدا را

نوشت ایں میرزا احمد در اعجاز[1] — کہ روزے پیش نوشہ محرم راز
یکے از خادمانِ پاک درگاہ — بگفت اے قطبِ عالم شاہ ذیجاہ

---

[1] ملاحظہ ہو رسالہ الاعجاز مصنفہ میرزا احمد بیگ لاہوری ۱۲

یکے نجار نامش بود جانی — بمردہ از قضائے ناگہانی
بہ ایں بے جاں کنی گر مہربانی — بیابد از سرِ نو زندگانی
ترا قدرت ز قادر بے چگوں است — جہانے پیش قدمت سرنگوں است
تو زندہ می کنی مردہ دلاں را — بمنزل میرسانی کارواں را
چوں بشنید ایں سخن شاہ ولایت — بخادم گفت از روئے عنایت
ردائے من بر آں مردہ بیند از — کہ روحش رفتہ در جسمش شود باز
چو تعمیل حکم کرد آں نکوکار — بشد زندہ معاً آں مردہ نجار
زہے نوشاہِ عالم قطبِ آفاق — کہ ذاتش در جہاں شد قبلہ عشاق
تو اے نوشاہِ عالم! محرمِ راز — ردائے لطف بر مسکیں بیند از
کہ تا بختم سیاہ تابندہ گردد — دلم مردہ بہ نگہت زندہ گردد [1]

پنجابی نمونہ کلام

ت تار سرکار دی جد دی کھڑکی ہک گھڑی نہ کسے اٹکاونا ئیں
مائی باپ تے بھین بھرا دوست کسے پکڑ نہ مول چھڑاونا ئیں
پیس اٹھ ہکلڑا راہ لے تیرے نال نہ کسے نے جاونا ئیں
جیہڑے رہندے ہر دم نہ دیکھ تینوں وچ قبر انہاں ہتھیں پاونا ئیں

ذ ذرا نہ رکھ توں شک دل وچ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ بے شک
پائیدار نہ ایہہ سنسار کوڑا فانی ایس جہان نوں جان بے شک
ہک روز ہوسیں نیواں نیویں تھیں کریں اُتھوں اَج گمان بے شک
نہ اکھن نہ بہ وقت کوئی چیز کھڑسیں کیتے جمع تُوں جیہڑے سامان بے شک

ر ریہ گھنیا گہڑے کارنے سی کہڑے کارنے توں اسار رہیں
اُٹھ بٹ وقت رہی یاد تینوں بھر بھٹے دیس وچ پیر پسار رہیں

مالک گھلیا لین کستوریاں سی اتھے ہنگ دے کر بپار رہیوں
برقؔ آیا سیں نیکیاں کھٹنے نوں وِچ اوگناں عمر گذار رہیوں
(فانی دنیا ص $\frac{3}{4}$)

الف
احد دے نور بھیں نور احمد نور احمد دا علی دا نور ہویا
نور علی دی نوری شعاع وچوں نوشہ پیر دا نور ظہور ہویا
اس دے نور بھیں ظلمتاں دور ہویاں نال چانن جگ معمور ہویا
برقؔ ارتی آکھیا طالباں نے روضہ پاک مثال کوہ طور ہویا

ت
تاریاں دے وِچ قطب تارا قطب تاریاں وِچ جتاب نوشہ
نوشہ نوشہ پکاردی خلق ساری صفِ اولیاء دا آفتاب نوشہ
برگ شجر شہاذتاں دین پٹے سوہناں پیر قطب الاقطاب نوشہ
شرق غرب تیکن برقؔ نور اسدا روشن کیتا نہ صرف پنجاب نوشہ

ی
یاد تیری دم دم اندر کسے وقت نہ دور دھیان ہووے
شالا نوشہ ای نوشہ پکاردی دا ایس جگ بھیں روح روان ہووے
میری جان وجود بھیں جدوں نکلے تیرے نام دا ورد زبان ہووے
وقت نزع آ برقؔ نوں یا نوشہ دیویں دید جے موت آسان ہووے

(فیض نوشاہی ص $\frac{2}{ے}$)

(۵)

ص
صاف ایہو گل فیصلے دی شاہ معروف شاہ اولیاء آیا
سن کے ناد الست سرمست ہو کے بھار عشق دے چا اٹھا آیا
غوث پاک دا لاڈلا لال سچا غوطہ بحر عرفان وِچ لا آیا
برقؔ بھلیاں نوں رستے لان کارن فقر قادری دا رہنما آیا[1]

[1] سہ ماہی عرفان نوشاہی ۱۲

بے شک حق ہے ایہ مدنی ماہی جیہا کوئی ہور آسمان زمین تے نہیں
جو حضور نوں آپنے جیہا سمجھے اوہ بے دین مورکھ کسے دین تے نہیں
جو جبین نہ اوسدے حضور جھکدی نورِ معرفت اس جبین تے نہیں
برقؔ شرک توں بُری توحید اسدی جے فدا ختم المرسلین تے نہیں
مصطفےٰ را نمے خدا گویم ولے رب نہ از وے جدا بینم
واللہ گفتِ او گفتِ خدا دانم باللہ دستِ او دستِ قضا بینم
بشنو مارمیتَ چہ می گوید ایں چہ منظرِ حیرت افزا بینم
گویم زاہد! ایں واشگاف سخنے نورش برقؔ اندر مصطفےٰ بینم
میں کی جاناں کسے دی روشنی نوں احمد مصطفےٰ میرے ایمان دا چن
میرے دل سیدا چن تے دماغ دا چن فہم و عقل دا چن میری جان دا چن
عرشِ اعظم دا چن لوح و قلم دا چن میرا آقا اوہ لامکان دا چن
برقؔ دیکھ کے رخ پُر نور جسدا لوٹے ہو گیا ایس آسمان دا چن
روشن ھا ہاہوت دی ہُو اندر برج عدم وچ رہ کے موجود بھی ہے
ہو کے گم ہویت وچ دیکھیا میں قاصد قصد بھی ہے مقصود بھی ہے
امتناع بالذات جمال احد الیکن حیرت کہ رویت مشہود بھی ہے
برقؔ خارج از فہم مقام ہو دا ساجد سجدیاں وچ مسجود بھی ہے
اے غفور الرحیم کریم تیری ہر ساہ وچ کرنی ثنا چاہیئے
بحر و بر اندر دیر و حرم اندر لازم ذکر ابدی لاالٰہ چاہیئے
واحد لاشریک ہے ذات تیری چرچا وحدت دا جا بجا چاہیئے
برقؔ تیری درگاہ وچ ٹیک متھا کرنا حق عبدیت دا چاہیئے
تیری ذات بے چون بے مثل سائیاں ہو لا احد کوئی تیرے گل دی نہیں

وشح کون و مکان نے کون دوجا کتھے روشنی تیرے جمال دی نہیں
حشر تیک جے لکھدی رہے دنیا مکدی حمد رب ذوالجلال دی نہیں
کرے برقؔ کی حمد بیان تیری اتھے پہنچ اس ناقص خیال دی نہیں
منزل حیرت وشح ویکھیاں وصل وصل تے ہجر ہجران ہی نہیں
ہست ہست بھی نہیں بود بود بھی نہیں جسم جسم بھی نہیں جان جان ہی نہیں
برقؔ حیرت در حیرت ہزار حیرت عاشق گم موجود جانان ہی نہیں
منزلِ حیرت دا کی دساں محوِ وصل اندر انتظار بھی ہے
دشت پرم وشح جھڑا صیاد آیا اوہ صیاد بھی ہے تے شکار بھی ہے
موت موت بھی ہے تے حیات بھی ہے کچھ نچ بھی ہے گلزار بھی ہے
برقؔ عجب آئین مستانیاں دا مست مست بھی ہے خبردار بھی ہے
نہ کوئی نوری نہ ناری نہ خاکی ہیسی ہوئی لوح محفوظ تحریر نہیں سی
صورت کون و مکان سی عدم اندر اجے کچھی مصور تصویر نہیں سی
کرسی عرش دا نام دنشان نہ سی ہو دی ہوئی تشہیر نہیں سی
برقؔ مصطفیٰ تدوں بھی نبی آہے اجے آدم دا بنیا خمیر نہیں سی
(تحائف نوشاہیہ حصہ دوم)

○

الف

اسم بلند تے ذات اقدس متھے چمکدا نور اطاعتاں دا
حضرت شاہ سخی سلیمان نوری والی ملک عرفان ولایتاں دا
آکے دیکھ بھلوال شریف اندر ٹھاٹھاں مار دا بحر عنایتاں دا
برقؔ عرش توڑیں دنیا جاندی اے سخی پیر سردار جماعتاں دا

○

٦ لَآ اِلٰہ دی ضرب لا کے سخی کفر دے کوٹ گرا دتے
جھڑے صدق یقیں حاضر حضور ہوئے پھڑکے وچ جناب پہنچا دتے
ہویا فقر نور شاہی مشہور ملکیں مولا کرم دے مینہ برسا دتے
برقؔ شاہ بھلوال دی ذات اقدس جس نے فقر دے بحر وگا دتے

٧ امر جناب یقیں ہے کے تے سوہنا چاویوں وچ بھلوال آیا
شہرہ عرش تک فیض رسانیاں دا کرن روشنی روشن جمال آیا
مرحبا پکاریا عرشیاں نے شاہ معروف دا لاڈلا لال آیا
برقؔ شاہ سخی سلیمان نوری ہتھ نور دی پکڑ مشال آیا

رسی حرفی سخی شاہ سلیمان نوری

ساقیا ! رازِ دردِ دل ہن آشکارا ہو گیا
مے کدے تیرے دا عاشق جگ سارا ہو گیا

تیری نظر پاک میری زندگی دتی سوار
تیرا کجھ گھٹیا نہیں میرا گذارا ہو گیا

تیرے میخانے وچوں ہیں گھٹ جاں دا بھر لیا
اُسے دن یقیں دل میرے نوں کجھ سہارا ہو گیا

تیرے آیاں غیر دے نقشے تمامی مٹ گئے
حق و باطل دا بڑا چنگا نتارا ہو گیا

چن دی کی جرأت سی ہوندا نہ کیوں اوہ بے قرار
ٹکڑے ہو کے ڈھہ پیا تیرا اشارہ ہو گیا

نعمتاں دو جگ دیاں مینوں تمامی مل گیاں
خوش نصیبی برقؔ دی تیرا نظارہ ہو گیا

عشق تیرے اس طرح دا بخشیا مینوں جنون
رہ کے خاموشی دیویچ کرد ا رہواں فریاد دی

میں تے پہلے روز دا وعدہ تیرا نہیں توڑیا
توہیں دس اوہ وعدہ اپنا ہے تینوں یاد دی

پُر خطر راہواں تھیں میں دامن بچا کے لنگھیا
دیکھدے رہ گئے میرے دل صید دی صیاد دی

اسطرح کجھ لطف تیرے تھیں ہویا میرا عروج
ہو گئے حیران تک کے قطب دی اوتار دی

عشق دے میدان وِچ میں تیز استاد ڈِیا
رہ گئے پچھے میرے تھیں قیس دی فرہاد دی

بھاویں تیرے عشق نے آ کیتیاں بربادیاں
ہستی مٹا کے آپنی میں ہو گیا آباد دی

فرقتاں وِچ یاد تیری حوصلے دیندی رہی
مدتے قیدی الفتاں دا ہو گیا آزاد دی

میں منوں نہیں ڈولیا تیغِ جفا نوں دیکھ کے
میرے استقلال تے حیران ہے جلاد دی

ہے عجب ثم العجب ایہ بھیت کھڑا جاندا
کیوں ہاں میں دکھ تھیں ناشاد ہو کے شاد دی

بھیت اپنے آپ دا میں برق جسدم پا لیا
رشک کردے نے میرا شاگرد دی استاد دی

○

○

عجب دا عجب ہیں کی دساں کہڑی سوچ تے کہڑے وچار وچ ہاں
جدا وصل ہر وقت نصیب مینوں ہر وقت اہدے انتظار وچ ہاں

جے اوہ موڑے تے میں نہیں رہ سکدا جے میں ہواں تاں اوہ نہ لبھدا اے
تدے آپناں آپ مٹا کے تے رہندا محو میں اہدے دیدار وچ ہاں

منڈی عشق دی زور بہا پریاندا دور دور تک کوئی نہ گاہک دسے
جھتے لکھ تے لکھ دا بھا ہک ہے آکھڑا میں اُس بازار وچ ہاں

اندر آپنے جھاتیاں مار کے تے ویکھ لیا میں آپنے یار نوں اے
پردا دوئی دا چکیا تے نظر آیا یار وچ میرے تے میں یار وچ ہاں

ملاں کافر جے آکھے تے پیا آکھے میں تے حق نوں غیر نہیں کہہ سکدا
میں کی سمجھاں اسدیاں فتویاں نوں راست گو میں اپنی گفتار وچ ہاں

مست رند قلندر مجذوب سالک شاہد حال سارے میرے حال دے نے
پیتی مے جو روز میثاق نوں سی اجے تیک میں اُسے خمار وچ ہاں

مہربانیاں غوث جیلان دیاں میری نظر توں پردے ہٹا دتے
دھن شاہ بغداد استاد کامل ہر ترگوں میں اسدے دربار وچ ہاں

ہک ذات بن کوئی نہ ذات دوجی اُسے ذات دے ہین ظہور سارے
برقعہ نام نشان نہ کوئی میرا ابوالکمال گو ایس سنسار وچ ہاں

○

○
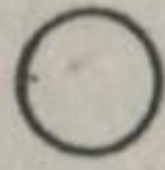
ہو کے گم ہویت وِچ ویکھیا میں جلی خفی وِچوں خفی جلی وِچوں
مینوں جلوہ جانان دا پیا دِسّے پتّے پتّے وِچوں کلی کلی وِچوں
ایس کون و مکان وِچ غیر کون ہے ظاہر حق ہر جگہ ہر گلی وِچوں
برقؔ جنہاں نوں ملی ضیا قلبی اوہ تے یار نوں ویکھدے ولی وِچوں
بالا شان ملائکاں نوریاں بھیں جاوے ہیں جے نکل انسان وِچوں
جنہاں پریم پیالیاں پیتیاں نی اوہ ممتاز ہو جاندے جہان وِچوں
دار و رسن نوں ویکھ کے ڈولدے نہ رب دیکھیا جنہاں جانان وِچوں
برقؔ عشق دے باجھ خلاصیاں نہیں نکتہ لبھا لیا اساں قرآن وِچوں
طالب طلب مطلوب وِچ محو ہو کے عین روپ مطلوب دا دھاری جاندا
ایہ تدبیر تقدیر دو صورتاں نی ادھر زندہ کر دا ادھر ماری جاندا
گوٹاں اپنی چال تے چل رہیاں کوئی جِت رہیا کوئی ہاری جاندا
برقؔ بحر محیط دی حد کہڑی آپے ڈوبی جاندا آپے تاری جاندا
زلف زنجیر دا ہو قیدی دس لکھاں پھیر مڑ ہویا آزاد کون ہے
بزم پریم وِچ کوئی نہ ویکھدا اے اتھے صید کون ہے تے صیاد کون ہے
سسّی کون سسّی پنوں کون پنوں شیریں کون شیریں تے فرہاد کون ہے
برقؔ مکتب پریم وِچ کون دسّے شاگرد کون ہے تے استاد کون ہے

(گلستان نوشاہی)

○
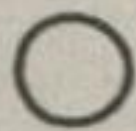
اتباعِ سُنّت

باجھوں عشق نبی دے کوئی جے لکھ کرے عبادت — اوہ منظور نہ وِچ درگاہے حاصل نہیں سعادت

سدھا راہ شریعت نبوی ایہو جان فقر دی — تارک سنت ولی نہیں ہوندا کھاسی اگ سقر دی

بھنگی چرسی اتے شرابی منکر حکم الٰہی — جاہل قطب انہانوں سمجھن ڈُبے وِچ گمراہی

پکی گل خلاف شریعت ولی نہ ہوندا کوئی — جہڑا ولی انہانوں سمجھے اسدی کتے نہ ڈھوئی

شیخ الکل امام زمانہ شاہ جنید حقانی — کیا سوہناں ارشاد سنایا اس محبوب ربانی

جے کوئی وِچ ہوا دے اڈے ٹردا اپر پانی — پر جے تارک سنت سندا اوہ قیدی نفسانی

دیکھ خوارق اسدے اسنوں کامل مول نہ جاتی — استدراج مکر دا پتلا اوہ بردہ شیطانی

ولی نہیں اوہ راہزن سمجھیں اس تھیں کریں کنارہ — اوہ مردود حشر دے اندر پاسی نہ چھٹکارا

قرب حضور دی ملے نہ ہرگز غیر شریعت تائیں — اوہ مکار فریبی جتیاں سر اسدے وِچ لائیں

بیشک ٹھیک معیار جنیدی اس وِچ شبہ نہ کائی — باجھ اطاعت نبی محمد ملدی نہ اولیائی

ہے متفق علیہ ایہ مسئلہ وِچ ارباب ولایت — غیر شرع نوں قرب الٰہی ہوندا نہیں عنایت

غوث قطب ابدال تمامی کہہ گئے نے ایہ سارے — باجھ وسیلے نبی محمد پہنچ نہ وِچ سرکارے

مڈھ فقیری سنت نبوی سند حدیث قرآنوں — جہڑا ایہ گل منے نائیں اوہ خارج ایمانوں

جس دل اندر برق نہ رچیا عشق نبی سرور دا
بھاویں کون ہووے اوہ ناقص بالن ہوگ سقر دا ؎

○

؎ زمزمہ نوشاہی ۱۲

نمونہ کلام از شرح قصیدہ خمریہ

پلا اج ساقیا! اوہ مے نرالی — طبیعت پیتیاں کھاوے ابالی
کراں وچ مستیاں نغمہ سرائیاں — وصل محبوب دی پی کے پیالی
تیرے میخانیوں اِک گھُٹ بھر کے — اجے تک مست نے رومی غزالی
محبت وصل دے کاسے پلا کے — انھیری رات کر دیندی اجالی
کدوں! اوہ منزلِ مقصود یا دن — محبت تھیں جھڑے ہوندے نے خالی
ایہ تیندے آکھیائے غوثِ اعظم — سقانی الحب کاسات الوصال
وصل دے کاسیوں مخمور ہو کے — خمر نوں آکھیا دلیاں دے والی
تو جھبدے لے خمر آ میرے نیڑے — کہ میرے کول ہے تے لکھاں سوالی
شاہِ بغداد نے ایہ آکھیا اے — فقلت لخمرتی نحوی تعال
جو دنیا تے قطب ابدال سارے — ولایت وچ جنھاندی شان عالی
تسیں سب قطب میرے لشکری ہو — بحالی وادخلوا انتم رجال
پیو بھر بھر کے کاسے مست تھیوو — اٹھاؤ لذتاں قالی تے حالی
صدائے عام دتی غوثِ اعظم — ولا نلتم علوی واتصال
بھادیں کتنے مقام اُچے تساڈے — ملی اے شان شوکت لازوالی
دے میرا بڑا اُچا مقام اے — میرے توں ہیٹھ سب حالی تے قالی
حقیقت ہے نہ اس وچ شک کوئی — مقامی فوقکم ما زال عالی

مینوں حاصل ہوئی کامل حضوری
دمن ذا فی الرجال اعطی مثالی

آپ کا غیر منقوط پنجابی کلام

حمد

اول حمد الٰہ العالم عالم اسدا اسارا | اس مالک دا امل ودارا اس دا رکھ سہارا
کُل دا مالک کُل دا رکھا واحد ہک اکلا | کرم اہدا ہر دکھ دا دارو اللہ اللہ اللہ
حامل کامل اسم اللہ دا ورد ہمہ دم کردا | اس حاکم دا امل ودارا ہو واصل سر ہر دا
حال احوال مکمل اسدا اوہ کامل کدہر دا | واصل وصل کمال اس حاصل ہو واصل اوہ مردا

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ ورد اہدا دم دم دا
محرم حرم الحمد للہ کدہ محرم کرم دا

○

مدحِ سرورِ عالم

آدم ملک مداح کُل عالم اس احمد سرور دا | اوہ محرم اسرار الٰہ دا اوہ کُل دا اسر کردا
اس دا اسم محمد سرور اوہ دارو ہر دکھ دا | واہ احمد سردار دو عالم مالک اوہ ہر سکھ دا

ہر کامل وساسدا اُہدا کدھ دل دا وسواسا
اوہ امام الرسل محمد محل محمود اس داسا

(نعت نوشاہی ص ۲۵)

○

ظ ظاہرا فیض سرکار دا اے کوئی گل نہ لک لکا دی اے
حضرت شاہ معروف دے دیس اتے پئی برسدی رحمت خدا دی اے
فیض عام جہان دے وچ اہدا کوئی حد نہ اسدی عطا دی اے
برکت خاک خوشاب اکسیر کامل شافی ہر مرض لا دوا دی اے

غ غوث خوشاب دی بارگاہ بھتیں دور گنہیا دا ادھرنگ ہووے
لاعلاج بیمار شفا پاون ٹھیک کوہڑ تے باد فرنگ ہووے
بے شک لوے آزما سلام کر کے جاں کوئی دکھیا دکھ تھیں تنگ ہووے
اسدی نظر دی برکتوں برکتی آکھے ہر اپک دیو شخ کرنگ ہووے

ھ ہوندے خاص مقام اندر شہرہ شاہ معروف دے نام دا اے
کسے قطب ابدال نوں نہیں ملیا جو مقام اس عالی مقام دا اے
کعبہ عشق خوشاب شریف اہدا باب وا اسدے فیض عام دا اے
برکت اکبری حج نصیب ہویا ملیا جنہاں نوں شرف سلام دا اے

عرفان نوشاہی صہ ۴، ۵، ۷

○
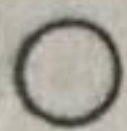
مالکا کون دمکان دیا لامکان ہو کے ہر مکان وچ ایں
بے جہت بے جسم بے شکل ہو کے ہر اک جسم وچ ایں ہر اک جان وچ ایں
کہڑی جگہ نہیں جلوہ نمائی تیری توں زمین وچ ایں آسمان وچ ایں
برکتی لیس کمثلہ شان تیری بے مثل ہی میرے دھیان وچ ایں
جھگڑا اصل وچ عقل اور عشق دا اے ادہ جسم ویکھے تے ایہ جان ویکھے
اسدی نگہ مسبب دی ذات اتے اوہ سبب ویکھے تے سامان ویکھے
اوہ سوچدا گھاٹیاں واہدیاں نوں ایہ نہ نفع ویکھے نہ نقصان ویکھے

برقی دوہاں وچ فرق ہزار کوہ اادہ اعمال دیکھے ایہ ایمان ویکھے
بزم پرم وچ پرم دے باسیاں لئی قید موت دی نہیں تے حیات دی نہیں
چڑھکے دار تے اوہ جھوٹے کیوں لیندے خبر ملاں نوں اس واردات دی نہیں
جتھے روح روحاں نال میل کرے اوتھے لوڑ ظاہر ملاقات دی نہیں
شاہد حال قرآن ستانیاں دا برقی اوہناں نوں فکر نجات دی نہیں
غفلتاں وچ غرقاب ہوکے بندے سمجھیا تیرے احسان نوں نہیں
پھاہی نفس دی وچ اسیر ہوکے مولیٰ منیا تیرے فرمان نوں نہیں
شجر وحجر سارے ثناخوان تیرے آئی سمجھ پر ناقص انسان نوں نہیں
برقی بندگی باجھ نہ بنے بندہ ایڈی عقل پر عقل نادان نوں نہیں
باجھ اللہ لائق بندگی دے کوئی دوسرا ہور معبود ناہیں
اسنوں چھوڑ جو غیر دی کرے پوجا اوہدے جیہا کوئی ہور مردود ناہیں
کائنات اندر جلوہ ویکھ اسدا اوہدے بناں کوئی ہور موجود ناہیں
اَیْنَمَا تُوَلُّوْا وَجْهُ اللہ برقی تیرا اور میرا وجود ناہیں
شافی الامراض حکیم مطلق شاہا مالک کون ومکان ہیں توں
کائنات تمام محتاج تیری داتا سب دا روزی رسان ہیں توں
تیری سلطنت لازوال سائیاں ہر جہان اندر حکمران ہیں توں
ایس برقی مسکین فقیر دیاں فضلوں مشکلاں کردا آسان ہیں توں
رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ محتاج ایہ سارا جہان تیرا
کرسی عرش تیرا لوح قلم تیرا ایہ زمین تیری آسمان تیرا
ایہ جہان تیرا اوہ جہان تیرا کملی والیا لامکان تیرا
کرے برقی کی نعت بیان تیری مولیٰ پاک آپوں مدح خوان تیرا[1]

---

[1] مخالف نوشاہیہ

شجرۂ طریقت

اے کہ ذاتِ پاک تو اللہ اکبر آمدہ — مرحبا خیر الرسل ہادیٔ اکبر آمدہ

قدسیاں بر فلک می بازند حق سبحانہٗ — مظہرِ عونِ الٰہ آں فاتح خیبر آمدہ

حضرت خواجہ حسن بصری امام اولیا — شاہ حبیب عجمی فخر خندہ اختر آمدہ

حضرتِ داؤد طائی شہبازِ معرفت — خواجۂ معروف کرخی میر دفتر آمدہ

شاہ سری سقطی جنید و شیخ و شبلی بوالفضل — بوالفرح ہم بوالحسن سرکارِ انور آمدہ

مالکِ ملکِ حقیقت خواجۂ ما بوسعید — غوث اعظم پیر پیراں نور حیدر آمدہ

سیدی عبدالوہاب و سید صوفی مقتدا — عارفِ حق سید احمد شاہ [illegible] آمدہ

سیدی مسعود ہم سید علی ماہِ لقا — سیدی شاہ میر و شمس الدین ا[illegible]

شاہ محمد غوث ہم شاہِ مبارک پیر ما — حضرتِ معروف شاہ ماہِ منور [illegible]

شاہ سلیماں نوری و حاجی نوشہ گنج بخش — شمسِ فلکِ معرفت طاہر مطہر آمدہ

وارثِ نوشاہ ہاشم شاہ سجادہ نشین — سیدی سلطان دُولا شیخ اکبر آمدہ

سید ابراہیم سید ملک شاہ سید حسن — آں غلامِ شاہِ دیں سلطان سرور آمدہ

مظہرِ انوار اللہ الصمد بحرِ علوم — مرشدم سید چراغ الدین رہبر آمدہ

بندۂ محبوب سبحانی غریب و بے نوا — از توسل ایں مشائخ پاک بر در آمدہ

رحم کن بر من طفیل رحمۃ للعالمین

اے خدا بر درگہت ایں بے نوا مضطر آمدہ

(نوشہ گنج بخش ص۲۶) ۱۲

مجلسِ اوّل

مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۷۱ء بروز بدھ مطابق ۱۰ ذی قعد ۱۳۹۱ھ

۹ بجے صبح اس فقیر کو نیرِ تابانِ طریقت حضرت پیر سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی مدظلہٗ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت آپ دیوانخانہ عام کے سامنے باہر چٹائی پر تشریف فرما تھے چند اور زائرین بھی آپ کے فیوضات سے متمتع ہو رہے تھے۔
راقم الحروف نے چند سوالات پوچھنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے بخوشی اجازت مرحمت فرمائی چنانچہ اسی مجلس میں حضور کے ملفوظات قلم بند کر لئے گئے۔

حضور! اوتاد کسے کہتے ہیں ؟

آپ نے فرمایا اولیاءُ اللہ کی ایک خاص جماعت کو اوتاد کہتے ہیں جو چار افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔

س : ارشاد کسے کہتے ہیں ؟

ج : وہ ہدائتیں جو معرفت کا سبب ہوں۔

س : تکوین سے کیا مراد ہے ؟

ج : نظامِ حیات سے متعلق اسباب کا نام تکوین ہے۔

س : تزکیہ کیا ہے ؟

ج : قوت ایمانی کا طمانیت کے درجہ تک پہنچنا تزکیہ ہے۔

س : نفس کیا ہے ؟

ج : خواہشات عامہ جس قوت سے متعلق ہیں اسے نفس کہتے ہیں اور اگر وہ نیک خواہشات ہوں تو نفس کامل سے متعلق ہوتی ہیں۔

س : نفسِ کامل کسے کہتے ہیں ؟

ج : نفس کامل اس قوت قدسیہ کا نام ہے جس سے آدمی فضائے معرفت میں پرواز

کرتا ہے۔ اس کی تین ذیلی قوتیں ہیں جو مطمئنہ، لوآمہ اور امارہ کہلاتی ہیں ان تینوں کی تعریفیں عام ہیں۔

س : فنا کیا ہے ؟

ج : ارتقار کی انتہا کا نام فنا ہے۔

س : بقار کسے کہتے ہیں ؟

ج : فنا سے مزید ارتقار کا نام بقا ہے اسکی تین قسمیں ہیں

اول :۔ خواہشاتِ رذیلہ کی فنا جس سے خواہشات حسنہ کی بقا ہوتی ہے۔

دوم :۔ خواہشات رذیلہ اور حسنہ دونوں کی فنا۔

سوم :۔ ہر چیز کی فنا جس میں آپ بھی شامل ہو اور اس کی کیفیت انوار بقا ہیں۔

س : ذہن کیا ہے ؟

ج : قوت قدسیہ کی اس صفت کا نام ہے جس سے عقل کو تقویت پہنچے۔

س : تصوف کسے کہتے ہیں ؟

ج : ایسے طریقے جن پر عمل پیرا ہونے سے عالم باطن کے معاملات منکشف ہوتے ہیں

س : صوفی کون ہے ؟

ج : جس کا دل شبہات اور وسوسات سے پاک ہو۔

س : محبّ کسے کہتے ہیں ؟

ج : جو امر حق کا متلاشی ہو اور اسے اپنے مقصد سے کوئی بات نہ روک سکے۔

س : محبوب کون ہے ؟

ج : جس کا کوئی متلاشی ہو۔

س : صدق کیا ہے ؟

ج : قوت قدسیہ کی ایسی کیفیت جو متغیر نہ ہو اس کی تین قسمیں ہیں جو یقین سے متعلق ہوتی

ہیں عام طور پر انہیں علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کہتے ہیں۔

س : قوت قدسیہ کیا ہے ؟

ج : قوت قدسیہ وہ قوت ہے جس کا تعلق عالم باطن سے ہے ۔

س : کذب کیا ہے ؟

ج : ایسی کیفیت جس میں تغیر واقع ہو۔

س : فقر کسے کہتے ہیں ؟

ج : خواہشات نیک سے دستبرداری کو فقر کہتے ہیں اور یہ ایسی خواہشات ہیں کہ جن سے جسم اور روح کو لذت پہنچتی ہے۔

س : سخاوت کیا ہے ؟

ج : وہ امور جو اپنے قبضۂ قدرت میں ہوں ان کا فائدہ دوسروں کو پہنچانا ۔

س : سخی کون ہے ؟

ج : جس سے دوسروں کو فائدہ پہنچے ۔

س : عبادت کیا ہے ؟

ج : خالق کائنات کی صفات پر تفکر اور ایقان کا نام عبادت ہے ۔

س : زہد کسے کہتے ہیں ؟

ج : اسباب ظاہر سے قطع تعلق کا نام زہد ہے ۔

س : ورع کسے کہتے ہیں ؟

ج : خیال کی پاکیزگی کو جس کا مقصد حصول معرفت ہو ورع کہتے ہیں ۔

س : علم کیا ہے ؟

ج : ہر شے کو اپنے مقام پر سمجھنا علم ہے اور اس میں افراط و تفریط جہالت ہے ۔

س : عقل کیا ہے ؟

ج : قوت قدسیہ کی اس صفت کا نام ہے جس کی حیثیت نفس اور روح کے درمیان ایک قاصد کی ہے۔

دوسری مجلس

یکم جنوری سنہ ۱۹۷۲ء مطابق ۱۳ ذی قعد سنہ ۱۳۹۱ھ بروز ہفتہ کو بارگاہ عالیہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت مجلس پاک میں چند اور احباب بھی موجود تھے خاکسار نے آپ سے اجازت لیکر سوالات کا آغاز کیا حضورؒ نے کمال شفقت سے جوابات عنایت فرمائے

س : حس کیا ہے ؟

ج : حس اس قوت کو کہتے ہیں جس سے اچھی یا بری کیفیت معلوم ہو سکے۔

س : ناطقہ کیا ہے ؟

ج : وہ قوت جس سے اچھی یا بری کیفیت بیان کی جا سکے۔

س : مبتدی کسے کہتے ہیں ؟

ج : مبتدی سے وہ طالب علم مراد ہے جو مقام ولایت پر نہ پہنچا ہو۔

س : منتہی کسے کہتے ہیں ؟

ج : کوئی ایسا آدمی نہیں جسے منتہی کہا جا سکے البتہ جو لوگ اپنے منصب سے متعلق مقامات طے کر لیتے ہیں انہیں مجازاً منتہی کہتے ہیں لیکن حقیقت میں سوائے مظہر اتم ختم المرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی منتہی نہیں ہے۔

س : متوسط کون ہے ؟

ج : متوسط وہ ہے جو مقررہ اصولوں سے انحراف نہ کرے۔

س : محو کون ہے ؟

ج : محو وہ ہے جس کے دل میں ماسوی اللہ کی ہوس نہ ہو۔

س : استغراق کیا ہے ؟

ج : ظاہری قوتوں کے باطل ہونے اور باطنی قوت کے غلبہ کا نام استغراق ہے۔

س : شریعت کیا ہے ؟

ج : فطرت کے مطابق چلنا اور فطرت کے اصولوں کے قائم رکھنے کے ضابطے کا نام جو صاحبِ وحی نے مقرر کیا ہو شریعت ہے۔

س : فطرت کسے کہتے ہیں ؟

ج : وہ خصائل جو عنداللہ مقبول و محمود ہوں۔

س : خلوص کیا ہے ؟

ج : وہ عمل جس میں شبہ نہ ہو۔

س : توکل کیا ہے ؟

ج : رجوع الی اللہ کی اعلیٰ کیفیت کا نام توکل ہے۔

س : روحانی کیفیت کسے کہتے ہیں ؟

ج : قلب اور روح کی وہ حالتیں جو سالک پر وارد ہوتی ہیں انہیں روحانی کیفیتیں کہتے ہیں۔

س : کیفیت کیا ہوتی ہے ؟

ج : سالک کی وہ حالت جو بغیر توجہ کے واقع ہو۔

س : وجد کیا ہے ؟

ج : قلب اور روح پر جو اثرات مرتب ہوں اگر ان کا ظہور وجود پر ہو تو وہ وجد ہے۔ وجد دراصل وہ کیفیت ہے جس کا تعلق جذب سے ہے۔

س : حال کیا ہے ؟

ج : سالک کو جو ظاہری اور باطنی معاملات پیش آتے ہیں، ان کی وجہ سے ان پر جو کیفیت

طاری ہوتی ہے اسے حال کہتے ہیں۔

س : مقام کسے کہتے ہیں ؟

ج : ایسی کیفیت کو جس میں تغیر و تبدل واقع نہ ہو مقام کہتے ہیں اور اگر تغیر و تبدل واقع ہو تو اسے کیفیت کہتے ہیں۔

س : مرتبہ کیا ہے ؟

ج : ایسی کیفیت کا نام ہے جس میں ترقی اور تنزل کا احتمال ہو۔

س : تنزل کیا ہے ؟

ج : ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچنے کا نام تنزل ہے۔

س : ترقی کیا ہے ؟

ج : ایک مقام سے قطع ہو کر دوسرے سے وابستہ ہونے کا نام ترقی ہے۔

س : ظہور کیا ہے ؟

ج : اخفا کی ضد کو ظہور کہتے ہیں۔

س : رؤیت کیا ہے ؟

ج : ایسا مشاہدہ جو ظاہری اعضا سے متعلق ہو۔

س : ادراک کیا ہے ؟

ج : قوت قدسیہ کی قیاسی کیفیت کا نام ادراک ہے۔

س : ہویّت کیا ہے ؟

ج : وہ مقام جس میں یکتائی پائی جائے اسے ہویّت کہتے ہیں۔ اس دائرہ کے مقربین بھی اپنے کمال میں ایک قسم کی یکتائی رکھتے ہیں جو دوسرے اہل حال کو حاصل نہیں ہوتی۔

س : ہُو کیا ہے ؟

ج : یکتائی کے اصل مرکز کو ہُو کہتے ہیں۔

س : غلبہ کیا ہے ؟

ج : ایسی قوت کا نام ہے جو دوسری قوتوں کو مغلوب کرے۔

تیسری مجلس

مورخہ ۳ر جنوری ۱۹۷۲ء مطابق ۱۵ ذی قعد ۱۳۹۱ھ بروز سوموار نماز ظہر کے بعد مجلس اقدس میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی اس وقت حضور دیوان خانہ عام کی غربی جانب مکتبہ نوشاہیہ میں جلوہ افروز تھے۔ فقیر نے اجازت کے بعد استفسار کیا کہ رؤیت باری تعالیٰ کا مفہوم کیا ہے ؟

حضور نے فرمایا رؤیت باری تعالیٰ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ کی ذات اور تجلیاتِ ذاتیہ کا سر کی آنکھوں سے دیکھنا، اس میں خواب، کشف اور عالم باطن کا مشاہدہ شامل نہیں ہے اور اس میں بھی عالمِ ناسوت کی قید ہے، کیونکہ عالمِ آخرت، عالمِ برزخ، عالمِ باطن اور عالمِ ناسوت کے احکام ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ عالمِ ناسوت میں رؤیت باری تعالیٰ صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے، کسی دوسرے کے لئے ممکن نہیں۔ لیکن عالمِ آخرت کے احکام عالمِ ناسوت سے مختلف ہیں، اسلئے اس پر قیاس کر کے ادعائے رؤیت کرنا درست نہیں ہے۔

رؤیت باری تعالیٰ کا عالمِ آخرت میں واقع ہونا ناممکن نہیں ہے لیکن عالمِ ناسوت میں اسے واقع یا جائز قرار دینا محض تخیل ہے۔ میرے نزدیک سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا عالمِ ناسوت میں ذاتِ باری تعالیٰ کا دیکھنا ثابت ہے اور یہ دیکھنا سر کی آنکھوں سے دیکھنا ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں تمام عوالم کا عالمِ ناسوت میں مشاہدہ کرنے کی قوت رکھتی ہیں اور تمام عالم جن میں عالمِ برزخ، عالمِ باطن اور عالمِ آخرت بھی شامل ہے

آپ کی نظر کے سامنے ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم ناسوت میں رویت باری تعالیٰ کا شرف عالم آخرت کی طرح ہے۔

چوتھی مجلس

مورخہ ۵ جنوری ۱۹۷۲ء مطابق ۱۷ ذی قعدہ ۱۳۹۱ھ بروز بدھ ۱۰ بجے دن مجلس پاک میں حاضری کا شرف حاصل ہوا اور مندرجہ ذیل استفسار سے سلسلہ گفتگو شروع ہوا:—

س: نفاق کسے کہتے ہیں؟

ج: ظاہر و باطن کے ایک نہ ہونے کو نفاق کہتے ہیں۔

س: طمع کیا ہے؟

ج: حظِ نفس کے اسباب اور ذرائع کی موجودگی میں مزید اسباب و ذرائع کی تحصیل کے لئے اچھائی اور برائی کی تمیز نہ کرتے ہوئے کوشاں رہنے کو طمع کہتے ہیں۔

س: حسد کسے کہتے ہیں؟

ج: دوسرے کے مراتب کے زوال کے لئے جو جذبہ پیدا ہو اسے حسد کہتے ہیں۔

س: تعصب کیا ہے؟

ج: حقیقت کو حقیقت سمجھتے ہوئے اسکی تائید نہ کرنا تعصب ہے۔

س: کفر کیا ہے؟

ج: حقیقت واقعی کا انکار کفر ہے! اور اس سے انحراف ارتداد ہے۔

س: اسلام کیا ہے؟

ج: احکام الٰہیہ کی تصدیق کا نام ایمان ہے اور اس کے اقرار کا نام اسلام ہے۔

س: مجاہدہ کیا ہے؟

ج: روح کے جلا کیلئے قدم اٹھانا مجاہدہ ہے۔

س : زکواۃ کیا ہے ؟

ج : اپنی ملکیت سے احکام خداوندی کے مطابق صرف کرنے کا نام زکواۃ ہے ۔

س : کلمہ کی حقیقت کیا ہے ؟

ج : توحید و رسالت کے تمام مراتب کے اقرار کا نام کلمہ ہے اس کی دو شقیں ہیں اول لا الٰہ الا اللہ جس میں خالق کے وجود کا اقرار ہے اور دوسری شق محمد رسول اللہ میں تمام مخلوق کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت کا اعتراف ہے یعنی اللہ اور رسول کائنات کے تعلقات خاصہ اور نسبت کاملہ کی حقیقت کا اظہار کلمہ پاک میں ہے اور کلمہ پاک کے حقائق کا اعتراف اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ احکام الہیہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جن کی نسبت الوہیت کی طرف ہے اور دوسرے وہ جن کی نسبت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے اور ان دونوں میں جو نسبت ہے وہ الوہیت اور رسالت کے دونوں مقامات کی تشریح کرتی ہے حقیقت میں کلمہ پاک تمام فیوضات و برکات کا سرچشمہ ہے۔

تمام ظاہری اور باطنی مقامات کی تحصیل کیلئے کلمہ پاک کلیدی حیثیت ہے اس کے بغیر تمام اعمال باطل ہیں، تمام مدارج ظاہری اور باطنی اسی کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اس کی روشنی کے بغیر نورانیت کی تحصیل محال ہے۔ سب سے اعلیٰ نصیحت، ہدایت اور وظیفہ کلمہ پاک ہی ہے۔ اسی لئے حدیث پاک میں اسے افضل الذکر کہا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیہ نے کلمہ پاک کے ذکر کو سب ذکروں پر ترجیح دی ہے اور اس کے ذکر کے کئی طریقے مقرر کئے ہیں جو دل کی ظلمت کو صاف کرنے کے لئے بے حد مفید ہیں۔

سلسلہ نوشاہیہ کے امام مجدد اعظم حضرت سید نوشہ گنج بخش قادری قدس سرہ نے سلسلہ نوشاہیہ کے متوسلین کے لئے یہ لازمی قرار دیا ہے کہ وہ کلمہ پاک کا وظیفہ سحری کے وقت پابندی سے کریں نیز آپ نے کلمہ پاک کی حقیقت کی طرف توجہ کرنے کا حکم بھی دیا اور ارشاد کیا

کہ لَآ اِلٰہَ کہتے وقت غیر اللہ کی اسطرح نفی کرے کہ قلب میں کوئی چیز باقی نہ رہے۔
اور اِلَّا اللّٰہ کہتے وقت ایسی کیفیت پیدا ہو جائے کہ اثباتِ حق صاف ظاہر ہو جائے
اور تمام خطرات سے محفوظ ہو جائے، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی بنیاد بھی یہی کلمہ ہے۔
اس کے بغیر کسی عبادت اور قربانی کی کوئی حیثیت نہیں۔
کلمۂ پاک کے مراقبہ کے بغیر سالک عرصہ ہوّیت میں پرواز نہیں کر سکتا۔ قیام ممکنات کا ستون
جسے عرش بھی کہتے ہیں کلمہ پاک کی قوت قدسیہ سے ہی قائم ہے۔ فلک معرفت کے درخشندہ
ستارے کلمۂ پاک کی روشنی سے ہی روشن ہیں، قدسی صفات کے حاملین کے مدارج کی بلندیاں
اور ان کے چہرے کی چمک کلمہ پاک کی وجہ سے ہی ہے۔
جو لوگ کلمہ پاک کے حقائق و معارف سے آگاہ ہیں ان کی نظریں لوح محفوظ پر جمی ہوئی ہیں اور ان
پر تمام کائنات روز روشن کی طرح عیاں ہے اور وہ اسی کلمہ کی برکت سے کائنات کے سربستہ
رازوں سے واقف اور ان کے محافظ ہیں۔ ملاءِ اعلیٰ کے باسیوں کا وجود کلمہ پاک کی برکت سے
ہی قائم ہے اور ان کی جو تجلیات نظر آتی ہیں وہ در اصل کلمہ پاک کے ہی انوار ہیں۔ دائرہ امکان
کی امکانی کیفیتوں کا انحصار صرف کلمہ پاک پر ہے۔
کلمہ پاک ہی تمام ازلی و ابدی انوار کا حامل ہے جس سے بیک وقت دو تجلیاں منصۂ شہود پر
نور افشاں ہیں۔ جن کا مشاہدہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو کلمہ پاک کی حقیقتوں میں گم ہو جاتے ہیں۔
وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کے مناظر کلمۂ پاک میں صاف طور پر روشن اور عیاں ہیں جسے
نہ سمجھنے کی بنا پر بعض ظاہر بین نگاہوں نے دوئی کا رنگ دیا اور اس میں موشگافیاں پیدا
کر دیں اور مقام رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی جو مظہر اتم ذات ہے جداگانہ حیثیت
قائم کی اور غلط فہمی سے اسے شہود کا درجہ دیا، حالانکہ مظہر اتم اپنے اصل کی حقیقی حقیقت
ہے جس میں غیریت کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ کیونکہ یہ بات کلمہ پاک سے بلا کسی تاویل کے
ثابت ہے اور رسول کی نسبت و اضافت اللہ کی طرف اس کی بین دلیل ہے۔ اس میں

اس بات کا امتیاز کرنا لازمی ہے کہ اس سے مراد خالق کا مخلوق کی عینیت یا مخلوق کا خالق
کی عینیت نہیں بلکہ اس سے کلمہ پاک کی وہ حقیقت مراد ہے جو الفاظ اور معانی کی قید سے
پاک ہے۔ یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اسماؔ اور معانی تعینات سے تعلق
رکھتے ہیں اور نیک و بد و سفید سیاہ کا امتیاز مقام تعین سے ہے لیکن جب مقام تعین سے
بالا حقیقت خاصہ کی طرف دیکھا جائے تو سوائے ذات کے اور کوئی وجود ۔۔۔۔۔۔
باقی نہیں رہتا اور وحدتِ شہود صرف تعینات کے دائرہ تک محدود ہے اور قطرہ کا وجود جب
وہ سمندر میں مل جائے ختم ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ پردہ کی تاریکی میں سورج کی شعاعیں اپنے مرکز
کی طرف چلی جاتی ہیں، کیونکہ پردہ کی وجہ سے مقام تعین کا وجود ختم ہو جاتا ہے۔ چوں کہ
مقام تعین کے احکام مقام تعین تک محدود ہیں لہٰذا مقام تعین کے پیش نظر حقیقت
واحدہ کا انکار قوتِ قدسیہ کی کمیٔ بصیرت کی دلیل ہے جو حقیقت کے سراسر خلاف ہے
اور اس کا انکشاف کلمہ طیبہ کے جز اول لا اور اِلہ سے ہوتا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل
یہ ہے کہ لفظ الہ ماسویٰ اللہ پر محیط ہے اور ماسویٰ اللہ کی نفی یعنی اس کے عدمِ وجود کے لئے
یہ ایک ضابطہ ہے کہ واجب الوجود وہ ذات ہے جو اپنی معرفت کے لئے لفظ اللہ کے اسم
سے متعارف ہے اور اس کا واجب الوجود ہونا ہی ماسویٰ اللہ کے وجود کی نفی ہے۔
اس کا ظہور کلمہ پاک کی دوسری جز سے واضح ہے۔ بعض عارفین نے لفظ اللہ کو ماسویٰ اللہ
کی بجائے موجودات سے تعبیر کیا ہے اور اس کا مفہوم لا موجود اِلا اللہ بیان کیا ہے۔ الغرض
غور کرنے سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کلمہ پاک کی حقیقت موجودات کی نفی اور اظہار
رسالت یعنی مقامِ ذاتیہ کے تعین کا نام ہے۔ اس سے نہ تو ممکنات کا باطل ہونا ثابت ہوتا
ہے اور نہ ہی اس سے عینیت ثابت ہوتی ہے۔

س : وحدت الوجود کسے کہتے ہیں ؟

ج : حقیقت ذاتِ باریتعالیٰ کا اقرار اور ماسویٰ اللہ کے ممکن الوجود ہونے کے اعتراف کو

وحدت الوجود کہتے ہیں جو حقیقتاً معدوم اور صورتاً مشہود ہے۔

س: ذکر کیا ہے؟

ج: توجہ الی اللہ میں ہمہ تن مصروف ہونے کا نام ذکر ہے۔

س: فکر کسے کہتے ہیں؟

ج: توجہ الی اللہ میں مکمل یکسوئی کا نام فکر ہے۔

س: پاس انفاس کیا ہے؟

ج: ماسوی اللہ کو دل سے نکالنا اور ان قوتوں کو جن پر اختیار ہوا نہیں اس پر صرف کرنا اور توجہ ذاتیہ میں مصروف ہونا پاس انفاس کہلاتا ہے۔ بظاہر اس میں لفظ اللہ کی ضربیں قلب پر لگائی جاتی ہیں اور ہر سانس میں اسم ذات پیش نظر ہوتا ہے۔

س: ذکر ثلاثہ کیا ہے؟

ج: پاس انفاس، انحد اور نفی اثبات کے ذکر کے مجموعہ کو ذکر ثلاثہ کہتے ہیں۔

س: توجہ ذاتیہ کسے کہتے ہیں؟

ج: ماسوی اللہ سے خیال کا ہٹانا یا ہٹ جانا اور اس کے لئے جد وجہد کرنا توجہ الی اللہ کہلاتا ہے گویا توجہ الی اللہ ابتدائی کیفیت کا نام ہے اور توجہ ذاتیہ مطلق فنائیت کی وجہ سے انتہائی کیفیت کو کہتے ہیں۔

س: ریا کیا ہے؟

ج: جس کام کے کرنے سے نفس کو تعریف کروانے کی خواہش پیدا ہو اسے ریا کہتے ہیں۔

س: آباد کون ہے؟

ج: جب تجلیات سے روح اور قلب بیدار ہوں تو یہ کیفیت آباد ہونے پر دلالت کرتی ہے

س: برباد کون ہے؟

ج: جب روح اور قلب میں ماسوی اللہ کی محبت و رغبت موجود ہو تو یہ کیفیت برباد ہونے

پر دلالت کرتی ہے۔

س: آزاد کون ہے؟

ج: فکر اور ذکر سے جو روحی بلندی اور پرواز حاصل ہوتی ہے اس کیفیت کو آزادی کہا جاتا ہے

س: قید کیا ہے؟

ج: ہوائے نفسانی، ذکر، فکر اور عبادت میں انقباض پیدا ہونا قید ہے۔

س: خوشی کیا ہے؟

ج: نتائج کی پرواہ کئے بغیر ذکر اور فکر کے بعد ارتقائی کیفیت کا نام خوشی ہے اور اس کے خلاف کو غمی کہتے ہیں۔

س: قبض کیا ہے؟

ج: ذکر، فکر اور عبادت میں عدم توجہ اور ثمرات کا عدم حصول قبض ہے اس کی دو قسمیں ہیں اول ناقص اور دوم محمود۔

قبض ناقص کمی استعداد کی وجہ سے ہوتی ہے اور محمود بطور آزمائش ہوتی ہے۔

س: استعداد کسے کہتے ہیں؟

ج: توجہ الی اللہ میں مناسبت کا پیدا ہونا اور اس میں اضافہ ہونا استعداد کہلاتا ہے۔

س: بسط کیا ہے؟

ج: توجہ الی اللہ میں انوار باطنیہ کی تجلیات کا نام بسط ہے۔

س: بیعت کیا ہے؟

ج: بیعت اس رشتہ ارادت، عقیدت، اقرار باللسان و تصدیق بالقلب کا نام ہے جس سے ترک علائق ہو کر توجہ الی اللہ کی رغبت ہوتی ہے اور اس میں یہ ضروری ہے کہ یہ عہد کسی ایسے آدمی کے سامنے کرے جس کے ساتھ اسے ارادت بھی ہو۔

اس کی جو کیفیتیں ظاہر سے تعلق رکھتی ہیں وہ چار قسموں پر مشتمل ہیں۔ اول بیعت اسلام، دوئم

بیعت توبہ، سوم بیعت جہاد و چہارم بیعت توسل۔

بیعت کی مندرجہ ذیل قسمیں عالم باطن اور ارواح سے تعلق رکھتی ہیں:-

بیعت ارادت، بیعت تربیت، بیعت تبرک، بیعت طریقت۔

اہل باطن کے نزدیک بیعت تربیت اور بیعت طریقت ہی ایسی بیعتیں ہیں جن سے عالم ارواح اور باطن کا انکشاف ہوتا ہے۔ جو بیعتیں عالم ظاہر سے تعلق رکھتی ہیں ان میں سے اول الذکر دونوں بیعتوں کے نہ ہونے سے عالم ارواح سے تعلق رکھنے والی بیعتیں نہیں ہو سکتیں۔

س: بیعت کی غرض کیا ہے؟

ج: بیعت کی غرض و غایت صرف ترکِ ماسوی اللہ ہے۔

س: خلافت کسے کہتے ہیں؟

ج: کسی سالک کے سفر سلوک طے ہونے کے بعد اس کی تکمیل کی خوشی میں اپنے شیخ کی طرف سے خوشی کے اظہار کا نام خلافت ہے اور یہ امر بھی بیعت کی طرح دو باتوں پر مشتمل ہے اول یہ کہ کوئی شخص اپنے شیخ کی نمائندگی کے لئے نامزد ہو جائے اور شیخ کے اصول و ضوابط کے پرچار کرنے کی اسے اجازت حاصل ہو جائے اور اسکے لئے خلافت کی رسومات عطائے تبرکات و دستار بندی وغیرہ ادا کر دی جائے۔ خلافت کی دوسری قسم یہ ہے کہ کسی شخص کی تبرک کے طور پر دستار بندی کی جائے۔ خلافت کی تیسری قسم یہ ہے کہ شیخ کسی کو منازل سلوک طے کرانے کے بعد اسے دوسرے لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لئے اہل قرار دے دے۔

س: سجادگی کیا ہے؟

ج: شیخ کے بعد جو شیخ کے تبرکات کا وارث ہو اسے سجادہ نشین کہتے ہیں۔

س: شیخ کسے کہتے ہیں؟

ج: شیخ اس برگزیدہ ہستی کو کہتے ہیں جو اصلاح ظاہر اور اصلاح باطن کے اصول و ضوابط سے واقف ہو اور ان کی تبلیغ و تعلیم کو عام کرنے کے لئے ہمہ تن مصروف رہے۔

س : سنت کیا ہے ؟

ج : سنت ایسے فعل کا نام ہے جو صاحبِ سنت کو محبوب ہو۔

س : صاحبِ سنت کون ہے ؟

ج : صاحبِ سنت وہ کامل ہستی ہے جس کے قول و فعل کی پیروی اسکی ہدایات کے مطابق لازمی ہو۔ ان کامل ہستیوں میں سے سب سے کامل اور اکمل ہستی ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

پانچویں مجلس

مورخہ ۶ جنوری سنہ ۱۹۷۲ء مطابق ۱۸ ذی قعدہ سنہ ۱۳۹۱ھ بروز جمعرات

مجلس میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی اور سلسلۂ گفتگو مندرجہ ذیل سوالات سے آغاز ہوا :-

س : سالک کسے کہتے ہیں ؟

ج : ایسے طریق کو اختیار کرنے والا جن کا نتیجہ معرفتِ الہیہ ہو سالک کہلاتا ہے۔

س : سلوک کیا ہے ؟

ج : ایسی ریاضتوں کو جو معرفتِ الہیہ کے لئے ممد و معاون ہوں سلوک کہتے ہیں۔

س : معرفتِ الہیہ کیا ہے ؟

ج : ایسی کیفیت کا نام ہے جو حوادث اور موافق و مخالف واقعات سے متاثر نہ ہو اور ہر حالت میں ایک لذت محسوس ہو نیز لطائف باطنیہ مثالی صورتوں میں سامنے ہوں اور ہر امر میں امرِ الٰہی کے جلوہ کا مشاہدہ ہو۔

س : ریاضت کسے کہتے ہیں ؟

ج : ایسے وظائف اور طریقے جن سے لطائف قلبیہ روشن ہوتے ہیں ریاضت کہلاتے ہیں۔

س : لطائف کیا ہیں ؟

ج : ان باطنی انوار کو کہتے ہیں جو مختلف شکلوں میں نظر آتے ہیں عام طور پر تو صرف لطائف ستہ ہی کی شہرت ہے لیکن میرے نزدیک اتنے لطائف ہیں جو اعداد و شمار سے باہر ہیں۔

س : لذت کیا ہے ؟

ج : لذت ایسی کیفیت کا نام ہے جس سے روح میں تازگی پیدا ہو۔

س : باطن کسے کہتے ہیں ؟

ج : ہر وہ چیز جس کا مشاہدہ محض روحانی کیفیت کے پیدا ہونے سے ہی کیا جا سکے اسے باطن کہتے ہیں اور اس امر کو پیش نظر رکھتے ہوئے بعض جسمانی امراض اور قوت متخیلہ کی وجہ سے جو شکلیں اور صورتیں نظر آتی ہیں آسانی سے فرق کیا جا سکتا ہے۔

س : لطائفِ قلبی اور دیگر لطائف میں کیا فرق ہے ؟

ج : جن انوار کا تعلق قلب سے ہو انہیں لطائف قلبیہ کہتے ہیں۔ اور جن کا تعلق روح سے ہو انہیں لطائف روحی کہتے ہیں۔ جو انوار ملائے اعلےٰ میں نظر آتے ہیں انہیں لطائف علوی اور جو زمین اور اسکے متعلقات میں نظر آتے ہیں ان کو لطائف سفلی کہتے ہیں۔ مجموعی طور پر ان سب کو لطائف باطنی کہتے ہیں۔ لطائف روحی سبز رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ یعنی جو صورتیں یا چیزیں نظر آئیں ان پر سبز رنگ غالب ہوتا ہے۔ لطائف قلبی کا رنگ زرد ہوتا ہے اور لطائف برزخی مختلف رنگوں میں نظر آتے ہیں۔ لطائف روحی میں جو آثار اور صورتیں نظر آتی ہیں وہ پرواز کرتی نظر آتی ہیں۔

س : مشاہدہ کسے کہتے ہیں ؟

ج : وہ کیفیتیں اور صورتیں جو دل پر وارد ہوں یا بصارت اور بصیرت سے نظر آئیں۔ اسکی عام طور پر تین قسمیں ہوتی ہیں۔ اول ظاہری آنکھوں سے نظر آنا۔ دوم آنکھیں بند کر کے مراقبہ کی صورت میں دیکھنا سوم خواب میں دیکھنا۔

س : صورتِ مثالی کیا ہے ؟

ج : کسی مقام یا شخصیت کی مثل کوئی صورت نظر آنا یا بعینہٖ وہ مقام یا شخصیت ایسے رنگ میں دیکھنا جو بظاہر کسی ذریعہ سے ممکن نہ ہو۔

صورتِ مثالی کی تین قسمیں ہیں : عینی ، ظلّی اور مثالی۔

عینی اُس صورتِ مثالی کو کہتے ہیں جو روحی اور جسدی لوازمات کے ساتھ نظر آئے۔

ظلّی وہ صورتِ مثالی ہے جو اصلی صورت کے مطابق ہو لیکن بعینہٖ وہ نہ ہو۔

مثالی وہ صورت ہے جو اصلی صورت کے مشابہ نہ ہو بلکہ کسی دوسری شکل کو کسی اصلی صورت کے قائم مقام سمجھا جائے۔

س : روح کیا ہے ؟

ج : روح سے مراد وہ امرِ ربّی اور باطنی قوت ہے جو جسم کے بغیر موجود ہے اور مادی وجود اس کے افعال کا مظہر ہے۔ اربابِ تصوف تمام باطنی کیفیتوں کی نسبت روح کی طرف کرتے ہیں۔

س : عالم ہاہوت کسے کہتے ہیں ؟

ج : عالم ہاہوت محویت فی اللہ کی اس کیفیت کا نام ہے جہاں ماسوی اللہ کا وجود نہیں ہوتا اسے فنائے خاصہ بھی کہتے ہیں۔

س : محویت فی اللہ کیا ہے ؟

ج : محویت فی اللہ ان قلبی کیفیتوں کا نام ہے جن سے آدمی کے جسم اور روح میں ماسوی اللہ کا تصور باقی نہیں رہتا۔

س : محویت مطلق کسے کہتے ہیں ؟

ج : محویت مطلق ایسی بے ہوشی اور مستی کو کہتے ہیں جس سے عالم باطن کے اسرار زبان اور وجود سے ظاہر ہوتے ہیں۔

س : ماسوی اللہ کیا ہے ؟

ج : حقیقت کے علاوہ ہر چیز ماسوی اللہ ہے۔
س : حقیقت کسے کہتے ہیں ؟
ج : امر الہٰی کے نتائج لفظی معنوی اور ظاہری و باطنی حقیقت کہلاتے ہیں۔
س : امر الہٰی کیا ہے ؟
ج : اس قانون کو جو انبیاء علیہم السلام کے واسطہ سے لوگوں پر ظاہر کیا جائے امر الہٰی کہتے ہیں۔
س : غیر اللہ کیا ہے ؟
ج : اصطلاح میں غیر اللہ اسے کہا جاتا ہے جسے حق کے مقابلہ میں قائم سمجھا جائے۔
س : طریقت کیا ہے ؟
ج : ان اسرار و معارف کا نام طریقت ہے جنہیں اپنا کر عالم برزخ، عالم غیب اور عالم ارواح کا مشاہدہ ہوتا ہے۔
س : عرفان کیا ہے ؟
ج : طریقت کے اسرار و معارف پر آگاہ ہونے سے جو نتیجہ مرتب ہوتا ہے اسے عرفان کہتے ہیں۔
س : ایمان کیا ہے ؟
ج : عالم غیب کی حقیقت کا یقین کرنا ایمان ہے اور اس کے انوار اور مقامات کا مشاہدہ احسان ہے۔
س : تقویٰ کیا ہے ؟
ج : منہیات سے دامن بچا کر چلنا جس میں افراط و تفریط نہ ہو اور قول و فعل میں احتیاط و اعتدال کو تقویٰ کہتے ہیں۔
س : صبر کیا ہے ؟

ج : ایسے امور پر جن کی وجہ سے جسم اور روح کو تکلیف پہنچے شکایت نہ کرنا صبر کہلاتا ہے

س : رضا کیا ہے ؟

ج : نوشتۂ تقدیر کے وقوع ہونے سے دل میں قبض نہ ہونے کا نام رضا ہے ۔

س : قضا کیا ہے ؟

ج : نوشتۂ تقدیر جو واقع ہو جائے قضا کہلاتا ہے ۔

س : شوق کیا ہے ؟

ج : معرفت الٰہیہ کے لئے دل میں جو بے چینی ہوتی ہے اسے شوق کہتے ہیں ۔

س : ذوق کسے کہتے ہیں ؟

ج : شوق کی کیفیت میں جو لذت محسوس ہوتی ہے اسے ذوق کہتے ہیں ۔

س : محبت اور عشق میں کیا فرق ہے ؟

ج : طبیعت کے عام میلان کو رجوع کہتے ہیں ۔ جب اس میں اضافہ ہو جائے اور وہ علم و عقل کے دائرہ میں رہے تو اسے محبت کہتے ہیں اور اگر وہ علم و عقل کی حدود سے تجاوز ہو جائے تو اسے عشق کہتے ہیں ۔

س : وجد کیا ہے ؟

ج : وجد اس قلبی کیفیت کو کہتے ہیں جس میں طبیعت بے قابو ہو جائے ۔

س : تسلیم کیا ہے ؟

ج : بغیر کسی منفعت در نتیجہ کے معرفت الٰہیہ کی طرف قدم بڑھانے کا نام تسلیم ہے ۔

س : سِر کسے کہتے ہیں ؟

ج : وہ امور جن کا تعلق عالم باطن کے مشاہدات سے ہوا نہیں اسرار باطنی کہتے ہیں اور جن کا تعلق عالم ناسوت سے ہوا نہیں اسرار ظاہری کہتے ہیں ۔

س : عالم ناسوت کونسا عالم ہے ؟

ج : اس جہان رنگ و بو کو عالمِ ناسوت کہتے ہیں۔

س : عالمِ ملکوت کیا ہے ؟

ج : عالمِ ناسوت کے باطنی اسرار کو عالمِ ملکوت کہتے ہیں۔

س : جبروت کیا ہے ؟

ج : عالمِ ملکوت کے باطنی مقامات کا نام جبروت ہے۔

س : لاہوت کیا ہے ؟

ج : اسرار ملکوت کی خصوصی کیفیت کو لاہوت کہتے ہیں۔

س : خفی کیا ہے ؟

ج : ایسے اوراد، وظائف، اعمال، اشغال اور مشاہدات کو جو عالم باطن سے متعلق ہوں خفی کہتے ہیں :

س : جلی کسے کہتے ہیں ؟

ج : ایسے اوراد، وظائف، اعمال، اشغال اور مشاہدات کو جو عالمِ ظاہر سے متعلق ہوں جلی کہتے ہیں :

س : اسمائے سے کیا مراد ہے ؟

ج : ایسے اسما جو اسمِ ذات کی صفت کے طور پر واقع ہوں اور ان میں اسم ذات کی مختلف تجلیات کا اشارہ پایا جائے۔

س : اسمِ ذات سے کیا مراد ہے ؟

ج : اسمِ ذات سے مراد وہ اسم ہے جس سے خالق اور مخلوق میں تفریق ہوتی ہے۔

س : صفات کسے کہتے ہیں ؟

ج : اسمِ ذات کی ایسی تعریفوں کو صفات کہتے ہیں جو لفظوں میں بیان ہو سکیں۔

س : ذات واجب الوجود کسے کہتے ہیں ؟

ج : جو تمام قیود سے پاک ہو۔

س : تصور الٰہ کیا ہے ؟

ج : ذات واجب الوجود کی معرفت کا نام تصور الٰہ ہے۔

س : مبداء اور معاد کیا ہے ؟

ج : ابتدائے آفرینش اور ظہور کا نام مبداء ہے اور آفرینش کی انتہا کو معاد کہتے ہیں۔

س : جذب کیا ہے ؟

ج : ایسی کیفیت جس میں کوشش کا دخل نہ ہو۔

س : مجذوب کسے کہتے ہیں ؟

ج : جسے جذب کی سعادت حاصل ہو۔

س : سکر کیا ہے ؟

ج : سکر ایسی حالت کا نام ہے جس میں ظاہری حواس معطل اور باطنی بیدار ہوں۔ سکر کی دو قسمیں ہیں۔ حقیقی اور ذیلی۔

۱۔ حقیقی سکر وہ ہے جو صاحب سکر کے باطنی منصب سے متعلق ہو۔

۲۔ ذیلی سکر وہ ہے جو بلا منصب ہو۔

س : عارف کسے کہتے ہیں ؟

ج : عارف وہ ہوتا ہے جس کی نظر عالم باطن پر ہو۔

س : کامل کون ہے ؟

ج : جو اپنے عزم، اعمال اور اشغال میں پختہ ہو۔

س: غیبت کیا ہے ؟

ج: ایسے امور کا از روئے حسد یا مخالفت بیان کرنا جن کا تعلق کسی دوسرے کی ذات یا صفات سے ہو۔

س: نمیمت کیا ہے ؟

ج: کسی کی پردہ دری اور افشائے راز کا نام نمیمت ہے۔

س: بدعت کسے کہتے ہیں ؟

ج: ایسے امور کی پیروی جن سے حدود اللہ میں کمی یا زیادتی واقع ہو۔

س: بغض کیا ہے ؟

ج: کسی اچھائی یا برائی کی وجہ سے قلبی منافرت کا نام بغض ہے۔

س: مراقبہ کیا ہے ؟

ج: ماسوی اللہ سے خیالات کو پاک رکھنے کا نام مراقبہ ہے۔

س: محاسبہ کیا ہے ؟

ج: نظری، فکری، روحانی وجسمانی کیفیتوں پر تنقیدی نظر کا نام محاسبہ ہے۔

س: شرک کیا ہے ؟

ج: ماسوی اللہ کو معبود سمجھ کر اس سے وابستگی شرک ہے۔

س: توحید کیا ہے ؟

ج: ذات باری تعالیٰ کی یکتائی کا اقرار توحید ہے۔

س: نماز کیا ہے ؟

ج: نبی اکرم صلی اللہ علیہ کے مقرر کئے ہوئے وظائف اور اعمال کو ان کے مقررہ وقت پر ادا کرنا اور مسنون طریقہ سے عبادت کرنیکا نام نماز ہے۔

س : اکمل کون ہے ؟

ج : جو اپنے ارادہ میں بہت زیادہ مضبوط ہو

س : کمال کیا ہے ؟

ج : باطنی علوم میں کمال ہونا کمال خاصہ ہے اور ظاہری علوم میں دسترس ہونا کمال عامہ ہے

س : ولایت کیا ہے ؟

ج : ولایت ایک منصب ہے جو عالم باطن میں اسکے اہل کو تفویض ہوتا ہے ولایت کی تین مشہور قسمیں ہیں :-

۱. فطری ۲. وہبی ۳. عامہ

س : ولایت فطری کسے کہتے ہیں ؟

ج : ولایت فطری اس ولایت کا نام ہے جو عالم ارواح میں تفویض ہو۔

س : ولایت وہبی کیا ہے ؟

ج : وہ ولایت جو کسی کامل کی توجہ سے حاصل ہو ولایت وہبی کہلاتی ہے۔

س : ابدالیت کیا ہے ؟

ج : ولایت کے ایک خاص درجہ کا نام ہے ۔

س : ولی کسے کہتے ہیں ؟

ج : جسے منصب ولایت حاصل ہو ۔

س : غوث کسے کہتے ہیں ؟

ج : جو شخص قطبیت کے منصب پر فائز ہو اور تصرفات قویہ رکھتا ہو اسے غوث کہتے ہیں ۔

س: قطب کسے کہتے ہیں ؟
ج: قطب ایسے ولی کو کہتے ہیں جس کا وجود عالم کے قیام کے لئے لازمی ہو۔ اسے قطب مدار یا قطب تکوین بھی کہتے ہیں۔
س: فرد کسے کہتے ہیں ؟
ج: فرد ایسے ولی کو کہتے ہیں جو اپنے احوال میں یگانہ ہو ان کے سردار کو فردِ اکبر کہتے ہیں۔ فرد تعداد میں سات ہوتے ہیں۔
س: قطب الارشاد کسے کہتے ہیں ؟
ج: ایسے ولی کو کہتے ہیں جس کے ذمے رشد و ہدایت کا کام ہو۔
س: عقیدت و ارادت میں کیا فرق ہے ؟
ج: شیخ سے عہد و پیمان کا نام عقیدت ہے اور اس پر خلوص کے ساتھ عمل پیرا ہونے کا نام ارادت ہے۔
س: مرید کسے کہتے ہیں ؟
ج: معرفت الٰہیہ کے لئے مصمم عزم کرتے ہوئے شیخ کامل کے زیر سایہ تربیت حاصل کرنے کا نام مریدی ہے۔
س: مرشد کسے کہتے ہیں ؟
ج: مرکز رشد و ہدایت جس کی تجلیات سالک کی تربیت کے لئے مشعل راہ ہوں اسے مرشد کہتے ہیں۔
س: ہدایت کیا ہے ؟
ج: وہ کیفیتیں جن کا تعلق جسم اور روح کی اصلاح سے ہو اسے ہدایت کہتے ہیں۔
س: گمراہی کیا ہے ؟
ج: حقیقت واقعی کے انکار سے جو کیفیتیں جسم و روح میں پیدا ہوں انہیں گمراہی کہتے ہیں۔

س : روزہ کیا ہے ؟

ج : جسمانی اعضا کو خواہشات نفسانی سے مطابق ارشادِ خداوندی روکنے کا نام روزہ ہے۔

س : حج کی حقیقت کیا ہے ؟

ج : تجلیاتِ الٰہیہ کے مرکز کا طواف اور شعائر اللہ کی تعظیم کا نام حج ہے۔

س : تربیت کیا ہے ؟

ج : شیخ کامل کے زیر سایہ رہ کر باطنی کیفیت کی درستی، اصلاح نفس، اصلاح احوال اور مشاہدات حاصل کرنے کا نام تربیت ہے اور اس میں اوراد و وظائف اور اعمال بھی شامل ہیں۔ تربیت کے لئے نسبت اور ارادت کا ہونا بھی لازمی ہے

س : سعادت کیا ہے ؟

ج : باطنی کشائش اور اسکے لئے مصروفیت سعادت ہے

س : شیخ کامل کسے کہتے ہیں ؟

ج : جس میں اصلاح ظاہر اور باطن کرنے کی صلاحیت ہو۔

س : شقاوت کیا ہے ؟

ج : اصلاح احوال کا جذبہ اور شوق نہ ہونا شقاوت ہے۔

س : کرامت کیا ہے ؟

ج : کرامت شرف و تکریم اور احوال باطن سے متعلق ہے اور ولایت شرف و تکریم کا ایک خاص مقام ہے۔ اسلئے ولی سے صدور کرامت لازمی ہے۔

س : بعض لوگ کہتے ہیں کہ ولی سے کرامت کا صدور ضروری نہیں ؟

ج : میرے نزدیک یہ قول درست نہیں۔ کیونکہ کرامت شرف و تکریم کی علامت خاصہ ہے اور ولی کو صرف کرامت ہی دوسرے لوگوں سے ممتاز کرتی ہے۔ چونکہ کرامت ولایت کی علامت ہے اور اس کے بغیر ولایت متصور نہیں۔ لہذا جس سے کرامت کا صدور نہ

اس کی ولایت کی تصدیق نہیں ہوتی۔

س: کرامت کی حقیقت کیا ہے؟

ج: کرامت اپنے افعال اور اپنے واقعات کے ظہور کا نام ہے جس کا عالم ناسوت کے قوانین کی رد سے وقوع ہونا ممکن نہ ہو یا گر ممکن ہو تو اس میں کوئی ایسی صورت پائی جائے جو قوانین ظاہر کے مطابق محال ہو۔ کرامت کی پہلی تعریف کی مثال احیائے موتیٰ ہے اور دوسری تعریف کی مثال آصف بن برخیا کا تخت بلقیس لانا ہے ولی سے جو کرامات ظاہر ہوتی ہیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو اس کے وجود سے ظاہر ہوتی ہیں اس کا اسے علم ہونا ضروری نہیں اور دوسری قسم وہ ہے جو اس کے تصرفات سے تعلق رکھتی ہے اس کا اسے علم ہونا لازمی ہے۔ ویسے کرامت کی بے شمار اقسام ہیں اور یہ سب اقسام اپنے اپنے مقام پر ایک خاص رنگ کی حامل ہوتی ہیں۔ کرامت کے سلسلے میں یہ امر بھی ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ یہ صرف ایسے خرق عادت فعل کا نام ہے جو صاحب ولایت سے سرزد ہو۔

س: خرقِ عادت کیا ہے؟

ج: ایسے امور جن کا ظہور ظاہری ذرائع سے نہ ہو سکے۔

س: معجزہ کیا ہے؟

ج: وہ خرق عادت امور جو انبیاء کے وجود اور تصرف سے ظاہر ہوں اور ان کا انہیں علم ہو۔

س: زندگی کیا ہے؟

ج: کسی شے کا اپنی خاصیت کے مطابق موجود ہونا زندگی ہے۔

س: موت کیا ہے؟

ج: کسی شے کا اپنے خواص سے محروم ہونا موت ہے۔

س : بخل کیا ہے ؟

ج : ایسی شے کا جو اپنے قبضۂ قدرت میں ہو اسے اس کے مصرف پہ نہ لگانا بخل ہے۔

س : اسراف کیا ہے ؟

ج : کسی شے کو اسکے مصرف پر خرچ نہ کرنا اور ضرورت سے زائد اس کا استعمال کرنا اسراف ہے۔

س : ایثار کیا ہے ؟

ج : اپنی ضرورت کو پس پشت ڈال کر دوسرے کی ضرورت کو پیش نظر رکھنا ایثار ہے اور اگر اس میں وارفتگی پائی جائے تو قربانی ہے۔

س : غنا کیا ہے ؟

ج : نفع اور نقصان سے متاثر نہ ہونا غنیٰ ہے۔

س : توبہ کیا ہے ؟

ج : ولایت کے حصول کے لئے مقاماتِ عشرہ میں سے پہلا مقام ہے۔

س : مقامات عشرہ کے کیا نام ہیں ؟

ج : توبہ، انابت، زہد، قناعت، ورع۔ صبر، شکر، توکل، تسلیم اور رضا۔

س : باب الابواب کسے کہتے ہیں ؟

ج : توبہ کو باب الابواب بھی کہتے ہیں۔ سیر رجوعی کا پہلا مقام بھی توبہ ہی ہے اور سیر فی اللہ کے لئے یہ پہلا دروازہ ہے۔

س : معصیت کیا ہے ؟

ج : حدود اللہ سے تجاوز کا نام معصیت ہے۔

س : اطاعت کیا ہے ؟

ج : حدود اللہ سے تجاوز نہ کرنے کا نام اطاعت ہے۔

س : تواضع کیا ہے ؟

ج : اپنے مقام سے اپنے آپ کو کمتر سمجھنا تواضع ہے اور اس پر عمل کرنا انکساری ہے ۔

س : خشوع اور خضوع کیا ہے ؟

ج : قلب میں خوف خداوندی کا غلبہ خشوع ہے اور اس خوف سے قلب کا متاثر ہونا خضوع ہے ۔

س : کرم کیا ہے ؟

ج : وہ انعام جو عمل کی مزدوری کے علاوہ ہو ۔

س : کریم کے معنی کیا ہیں ؟

ج : یہ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے ۔ مجازاً اس آدمی کو بھی کہتے ہیں جس میں احسان کرنے کی صفت پائی جاتی ہو ۔

س : کامیاب کون ہے ؟

ج : جس کے مجاہدہ میں فرق نہ آئے ۔

س : ناکام کون ہے ؟

ج : جس کے دل سے تلاش اور جستجو کی آرزو ختم ہو جائے ۔

س : نفی کیا ہے ؟

ج : ممکن الوجود اور واجب الوجود کی حقیقت سے آگاہ ہونا ۔

س : اثبات کیا ہے ؟

ج : واجب الوجود کی ذات و صفات کا اقرار کرنا اثبات ہے ۔

س : اطمینان کیا ہے ؟

ج : نیک و بد اثرات سے قلب کے محفوظ رہنے کا نام اطمینان ہے ۔

س : ممکن الوجود اور واجب الوجود میں کیا فرق ہے ؟

ج : ممکن الوجود کو اپنے وجود کے لئے احتیاج کی ضرورت ہے اور اس کا وجود واجب الوجود کا مظہر اور اعتباری ہوتا ہے لیکن واجب الوجود اپنے موجود ہونے میں کسی کا محتاج نہیں اور نہ ہی کسی کا مظہر ہے۔ ممکن الوجود کا تعلق تخلیقی اور ظلی ہے اور واجب الوجود ظل اور تخلیق کی قید سے آزاد ہے۔

تخلیق مادہ اور اپنے لوازمات سے وابستہ ہوتی ہے اور ظل بھی اپنے اصل کا محتاج ہے۔ لیکن واجب الوجود تعینات، حدود ابتداء، انتہا اور تغیر و تبدل سے پاک ہے ممکن الوجود کا وجود تعین سے ہی قائم ہے اور مذکورہ صفات کے بغیر اس کا وجود متصور نہیں۔

واجب الوجود کے وجود میں خیر و شر، نور و ظلمت اور صورت کا تعین نہیں لیکن ممکن الوجود میں خیر و شر اور نور و ظلمات کی کیفیتیں موجود ہیں۔ بلکہ صورت کے تعین سے ہی اس کا وجود متصور ہے۔

ممکن الوجود عالم ناسوت، عالم برزخ، عالم ملکوت اور عالم آخرت میں صورت اور مشاہداتی امور میں متعدد احوال میں ایک خاص حیثیت کا حامل ہے اور عوالم کے تغیر و تبدل سے وہ پورا پورا اثر پذیر ہے۔ لیکن واجب الوجود پر عوالم کی تبدیلی سے کوئی تغیر واقع نہیں ہوتا۔ ممکن الوجود کیلئے کسی نہ کسی امر اور قانون کی پابندی ضروری ہے۔

لیکن واجب الوجود پر کسی امر کی قید نہیں اور نہ کوئی ضابطہ اس پر حاوی ہے ممکن الوجود کی قدرت بصارت اور سماعت کی ایک حد مقرر ہے لیکن واجب الوجود کی قدرت غیر محدود ہے۔ واجب الوجود کے لئے عدم اور شہود برابر ہیں۔ لیکن ممکن الوجود کا وجود صرف شہود ہی سے قائم ہے جب ممکن الوجود کا عروج ہوتا ہے اور اسے مقام عدم کا انکشاف ہوتا ہے تو اسے واجب الوجود کی حقیقت سے آگاہی ہو جاتی ہے۔ جسے صوفیاء کی اصطلاح میں وحدت الوجود کہتے ہیں۔ اس مسئلے کو آسان لفظوں میں اس طرح بھی سمجھا جا سکتا

ہے کہ موجودات کے دو عالم ہیں۔ اول عدم دوم شہود۔ جب شہود غائب ہو جائے تو عدم میں صرف ذات واجب الوجود قائم ہے اور کوئی دوسرا وجود وہاں متصور نہیں تو لامحالہ اس حقیقت واقعی کو کہ لا موجود الا اللہ تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اور موجوداتِ عالم کی حقیقت صرف حکمی، اعتباری اور تعیناتی رنگ میں ہے۔ نہ یہ کہ حقیقی اور واقعی۔

یہ حقیقت تسلیم کرنے سے مظاہر سے تمام اعتراضات بھی ختم ہو جاتے ہیں کیونکہ ننگ بد اور ظلمت و نور کے احکام کے اثرات صورت تعین پہ ہیں۔ جو فی نفسہٖ عدم میں ہے اور صورت تعین کے احکام مرتبہ لاتعین پر حاوی نہیں کیونکہ حکم صرف صورت تعین پہ ہے۔ اور مرتبہ لاتعین میں اس کا کوئی وجود نہیں۔

پس معلوم ہوا کہ واجب الوجود صرف ذاتِ باری تعالیٰ جل شانہٗ ہے جو ہر قسم کی قیود سے پاک ہے اور اس کا تعلق عدم اور شہود دونوں سے برابر ہے۔ لیکن ممکن الوجود کا تعلق صرف عالم شہود کے ساتھ ہے اور اس میں بھی وہ صرف تعیناتی صورت میں موجود ہے اور واجب الوجود کا ظہور عالم شہود میں تعیناتی رنگ میں ہے نہ کہ عینیت کی صورت میں لہذا موجوداتِ عالم اپنی صورت میں بعینہٖ ذاتِ باری تعالیٰ نہیں ہیں لیکن اصحاب معرفت جانتے ہیں۔ کہ موجودات کی جب اعتباری اور تعیناتی صورت ختم ہو جائے۔ تو مرتبہ لاتعین میں اس کی غیریت متصور نہیں رہی یہ بات کہ عالم موجودات کے جمیع مظاہر ذات کیا واجب الوجود کی صفت کے طور پر مشہود ہیں یا ذاتی طور پر، اگر ذاتی طور پر مشہود ہیں تو کیا یہ عین ذات ہیں یا تجلیات فان

اور اگر صفاتی طور پہ ہیں تو کیا صفات داخل فی الذات ہیں یا خارج عن الذات اگر داخل فی الذات ہیں تو کیا جزو ذات ہیں؟ یا ظل؟ اور اگر خارج عن الذات ہیں تو کیا ان کی حیثیت ذات سے جداگانہ ہے یا نہیں۔ تو اس بات کو سمجھنے کے لئے آسان

صورت یہ ہے کہ اس کے مقامات کو سمجھ لیا جائے۔ اور سوائے مقامات کے سمجھنے کے
کوئی ایسی صورت نہیں ہے کہ یہ پیچیدہ اور ماورائے عقل مسئلہ سمجھ میں آجائے جیسا کہ
پہلے بتایا جا چکا ہے کہ احکام اور پابندی کا تعلق عالم شہود کے مقام تعینات سے ہے
چونکہ عالم تعینات کی حقیقت اور اصل مرتبہ لاتعین ہے۔ اسلئے مقام تعینات میں جمیع
مظاہر اپنی صورت اور صفات میں جو حیثیت رکھتے ہیں اس پر مقام تعینات
کے احکام اور قوانین حاوی ہیں۔ لیکن جب وہی مظاہر سیر عروجی میں مقام لاتعین
میں ہوں تو وہ مقام تعین کے احکام اور قوانین کی قید سے پاک ہیں۔

چھٹی مجلس

۷ جنوری ۱۹۷۲ء بروز جمعہ ۱۹ ذی قعد ۱۳۹۱ھ بعد از نماز جمعہ۔

بارگاہ عالیہ میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس وقت حضور دیوان خانہ عام
میں جلوہ فرما تھے۔ یاران طریقت میں سے قاضی محمد کاظم نوشاہی، قاضی محمد یوسف نوشاہی اور
چند دیگر احباب بھی مجلس میں حاضر تھے۔ احقر نے اجازت حاصل کرنے کے بعد استفسار
کیا کہ اثبات باری تعالےٰ کے دلائل ارشاد کئے جائیں۔ حضور نے جواباً فرمایا :-
"نظام کائنات ذات باری تعالیٰ جل شانہ کے موجود ہونے پر ایک واضح برہان
ہے اور اس کی قدرت، حکمت اور بے نیازی پر ناقابل تردید دلیل ہے۔
شمس و قمر، نجوم و ثواقب، زمین و آسمان، پہاڑوں کی بلند چوٹیاں، موجیں مارتا ہوا
سمندر اور یہ عالم کبیر جسے انسان کہتے ہیں۔ ذات واجب الوجود کی قدرت اور حکمت
کی نشانیاں نہیں تو اور کیا ہیں ؟
معمولی غور و فکر کرنے کے بعد یہ امر اظہر من الشمس ہو جاتا ہے کہ یہ سب تصویریں
مصور کی ذات پر دلالت کرتی ہیں افلا تبصرون

موسم بہار کی تازگی، خزاں کی پژمردگی، باغ ہستی کے رنگا رنگ پھول اور بار
بادِ نسیم کے جھونکے اور ہوا کی لہریں جس کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ اسکی ذات
بلاشک و شبہ حقیقت واقعی ہے جس میں تخمین و ظن کی گنجائش نہیں ہیں افلا
تبصرون - بحر و بر کا ایک ایک ذرہ ذات باری تعالیٰ جل شانہٗ کی حمد کے
ترانے گا گا کر شہادت دیتا ہے کہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ
لاشریک لہٗ - اور شجر و حجر کی شہادت کی صدا اتمام حجت کے لیے
منکرین تک کو سنائی دیتی ہے۔ ابوجہل کے ہاتھ میں سنگریزوں سے اشہد
ان لا الٰہ الا اللہ کی آواز آنا کسے معلوم نہیں اور آسمان پر ستاروں سے لفظ
محمد لکھا جانا کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں افلا تبصرون

"اعضائے انسانی کی خوبصورتی اور بناوٹ کیا ذات باری تعالیٰ جل شانہ پر
واضح شہادت نہیں ہے؟ افلا تبصرون

"صلصال سے تخلیق آدم اور اسکی ابقائے نسل کے لئے تولید و تناسل کے
مختلف مدارج اپنے اپنے مقام پر ناقابل تردید شواہد ہیں۔ افلا تبصرون

"یانار کونی بردا" کی صدا سے آتش نمرود کا ٹھنڈا ہو جانا کون نہیں
جانتا اور ناقۃ اللہ کا پتھر سے پیدا ہونا کسے معلوم نہیں ہے۔ عصائے
موسیٰ کا اژدہا بن جانا ایک بدیہی بات ہے۔ روح اللہ کا مہد میں کلام کرنا
اور مہد ہی میں اپنی نبوت کا اعلان کر کے مریم صدیقہ کی عصمت کی شہادت
دینا قادر بے چگوں کی قدرت و جلوہ گری نہیں تو اور کیا ہے؟ افلا تبصرون

س: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے میں کیا حکمت ہے، جبکہ تجدید دین کے
لئے امت محمدیہ میں مجددین کے آنے کا سلسلہ جاری ہے۔

ج: اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا یہ قانون ہے کہ جب وہ کسی نبی یا رسول کو مبعوث

فرماتا ہے تو اسکی صداقت کے لئے دو باتیں لازمی قرار دی جاتی ہیں۔ اول اس کی آمد سے پہلے اس کی آمد کا اعلان۔ دوم اس کے جانے کے بعد اس کی نبوت کی تصدیق کے لئے گواہی دلوانا۔ یہ دونوں امر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تک بالتصریح ثابت ہیں اور حضرت آدم کی تخلیق سے قبل اللہ تعالےٰ کا یہ اعلان واذ قال ربک للملٰئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ اس پر ایک واضح دلیل ہے۔ چونکہ ہمارے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی۔ اور ان کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا ہے اور سنت الٰہیہ کے مطابق ایک نبی کی تصدیق ایک نبی ہی کر سکتا ہے۔ اسلئے ان کی تصدیق کے لئے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا انتخاب کیا گیا تاکہ سنت اللہ میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے رفع اور نزول کا مقصد صرف نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی شہادت دے کر سنت الٰہیہ کو پورا کرنا ہے اور بس"۔

ساتویں مجلس

۸ر جنوری ۱۹۷۲ء بروز ہفتہ ۲۰ر ذی قعدہ ۱۳۹۱ھ

صبح کی نماز کے بعد حضور کی خدمت میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی حضور دیوان خانہ عام کی غربی جانب مکتبہ نوشاہیہ میں قیام فرما تھے۔ صوفی نذیر احمد نوشاہی آف کالووال اور چند دیگر یاران طریقت آپ کی مجلس میں حاضر تھے۔ احقر نے علم ظاہر و باطن کی تفریق سے متعلق استفسار کیا تو حضور نے فرمایا :-

"اہل تکوین کے بعض افراد کی علمی کیفیت انہیں دوسرے اہل حال سے ممتاز کر دیتی ہے اور اسی علم لدنی کی برکت سے ان کی نظر عالم ناسوت کے حجاب سے

پار ہو کہ عالم باطن، عالم برزخ اور مابعد وقوع ہونیوالے واقعات تک جا پہنچتی ہے۔ ان کی نظریں کاتب ازل کے نوشتوں پر ہوتی ہیں، جنہیں بعض خاص لوگ بھی نہیں دیکھ سکتے۔ اس کی مثال قرآن مجید میں موجود ہے اور وہ مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے دو خاص بندوں کا مکالمہ درج ہے۔ اگرچہ دونوں کو علم لدنی حاصل تھا اور دونوں کی نظریں ازلی نوشتوں پر تھیں۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حدِ نظر کا دائرہ رشد وہدایت کی الواح تک محدود تھا۔ اور حضرت خضر علیہ السلام کی نظر امور تکوینیہ کے نوشتوں پر تھی۔ اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام سے متعلق صرف رشد وہدایت کا کام تھا اور حضرت خضر علیہ السلام والمدبرات امراً کے مظہر تھے۔ اگرچہ دونوں کے علوم کسبی نہیں تھے، لیکن دونوں کا کام مختلف تھا۔ اسلئے دونوں کے کام میں بھی تفاوت تھی اور ان کے یہ علوم ایک دوسرے سے برتری کا سبب نہیں تھے۔ کیونکہ دونوں کے علوم اپنے اپنے منصب سے متعلق تھے۔

دونوں کے منصب جدا جدا تھے اور ان کے کام بھی ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ اسلئے جس جس کام پر وہ دونوں متعین تھے۔ انہیں اسی قسم کے علوم تفویض تھے اور یہ امر عین فطرت اور سنت الٰہیہ کے مطابق ہے۔ کیونکہ معیار فضیلت صرف علم نہیں ہے بلکہ فضیلت کا دارومدار وہ مناصب جلیلہ ہیں جو فیاض مطلق کی طرف سے عطا ہوتے ہیں۔

حضرت خضر اور موسیٰ علیہما السلام کی ملاقات اس دعویٰ کی بین دلیل ہے کہ علم ظاہر اور علم باطن دو جداگانہ علم ہیں اور یہ امر بھی اس واقعہ سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ ہر طبقہ کا علم ایک خاص حیثیت رکھتا ہے۔

نیز مقربین کے بعض طبقات کا حال دوسرے مقربین پر منکشف نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ "قطب الارشاد" اگرچہ منصب اور مقام کے لحاظ سے اہل تکوین کے بعض افراد سے افضل ہوتا ہے اور اس کا مقام ان کے مقامات سے بلند ہوتا ہے۔ لیکن امور تکوینیہ سے متعلق اس کی معلومات ایک ابدال کے برابر بھی نہیں ہوتیں چونکہ امور تکوینیہ اہل ارشاد سے متعلق نہیں ہوتے۔ اسلئے انہیں ان کا علم ہونا ضروری نہیں۔ نظام باطنی میں اس امر کو خاص طور پر ملحوظ رکھا گیا ہے کہ ہر شخص پر علوم باطنی کے دروازے اسی قدر وا کئے جائیں جسقدر اسے ضرورت ہو۔ صرف ہمارے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اس کلیہ سے مستثنےٰ ہیں۔ کیوں کہ آپ جامع جمیع علوم کائنات اور منبع علوم ہیں۔ خواہ وہ ظاہر سے متعلق ہو یا باطن سے یہاں تک لوح محفوظ کے مندرجات بھی آپ کے علوم کا بعض حصہ ہیں اور وہ آپ کے علوم پر حاوی نہیں ہیں سے

فان من جودک الدنیا وضرتھا

ومن علومک علم اللوح والقلم

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سالک جب لوح محفوظ کا مشاہدہ کرتا ہے تو اس کی نظر اپنے شیخ کی پیشانی پر ہوتی ہے۔ اور اسکے لئے شیخ کامل کی پیشانی ہی بمنزلہ لوح محفوظ کے ہوتی ہے سے

لوح محفوظ است پیشانی یار

علامہ رومی کے اس ارشاد کہ "لوح محفوظ است پیش اولیاء" کی بھی یہی تعبیر ہے۔ چونکہ اولیاء اللہ کے سامنے ہر وقت شیخ کا تصور ہوتا ہے۔ گویا ان کی نظریں اپنے شیخ کی پیشانی پر ہوتی ہیں جسے لوح محفوظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ عوام الناس میں بھی یہ بات مشہور ہے کہ ہر آدمی کی تقدیر اس کی پیشانی پر ثبت

ہوتی ہے۔ لیکن عام آدمی اور شیخ کامل کی پیشانی میں یہ فرق ہوتا ہے کہ شیخ کامل کی پیشانی میں کائنات کے رازہائے سربستہ ثبت ہوتے ہیں۔ یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ ان کے علاوہ کائنات کے ہر ذرہ میں اس کی تقدیر ثبت ہوتی ہے اور اس کا مطالعہ وہ لوگ کرتے ہیں جو مطالعہ کرنے کی استعداد رکھتے ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے ہوا کی لہروں میں ظالم بادشاہ کی کارکردگی کو ملاحظہ کیا اور کشتی کو توڑا اور بچے کی پیشانی کا مطالعہ کرنے کے بعد اسے قتل کر دیا اور دیوار کا مطالعہ کرتے ہی ان پر اس کا دفینہ ظاہر ہو گیا۔ اور اسے تعمیر کیا۔

پس خضر اور موسے علیہما السلام کی ملاقات کا ذکر باطنی علوم اور اشارات کا واضح بیان ہے جو مزید کسی دلیل کا محتاج نہیں۔

علاج الامراض

احقر کی التماس پر حضور نے بعض باطنی امراض کے لئے مندرجہ ذیل وظائف ارشاد کئے :-

حسد کا علاج : کلمہ تمجید ایک سو بار پڑھ کر اپنے ہاتھ پر دم کرے اور اپنے ہاتھ کو دل کے مقام پر پھیرے۔

بغض کا علاج : لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اکتالیس روز ایک ہزار بار یومیہ پڑھے۔

شہوت کا علاج : دعائے قنوت ایک سو گیارہ مرتبہ روزانہ پڑھے۔

نفاق کا علاج : سورہ کوثر دو سو گیارہ مرتبہ روزانہ پڑھے۔

طمع کا علاج : سورہ اخلاص گیارہ سو مرتبہ اکیس روز پڑھے۔

بدخوئی کا علاج : سورۂ مزمل گیارہ مرتبہ روزانہ پڑھے
گمراہی کا علاج : سورہ فاتحہ اسی مرتبہ روزانہ پڑھے ۔
تعصب کا علاج : سورہ تغابن پانچ مرتبہ روزانہ پڑھے ۔
زنا کا علاج : سورۂ یوسف تین مرتبہ روزانہ عشاء کی نماز کے بعد پڑھے ۔
غیبت کا علاج : چھٹا کلمہ اکیس بار روزانہ پڑھے ۔
خلوص کیلئے : یا عزیز گیارہ ہزار مرتبہ روزانہ پڑھے
شرک کا علاج : سورۂ توبہ پندرہ بار روزانہ پڑھے ۔
کفر کا علاج : سورۂ نجم گیارہ مرتبہ روزانہ پڑھے ۔
ریا کا علاج : سورۂ والضحیٰ پندرہ مرتبہ روزانہ پڑھے ۔
بخل کا علاج : سورہ والعصر ایک سو گیارہ مرتبہ روزانہ پڑھے ۔
قبض کا علاج : درود شریف گیارہ ہزار مرتبہ گیارہ روز پڑھے ۔
مذموم کیفیت کا علاج : سورہ الم نشرح حالت مراقبہ میں ایک سو ایک بار پڑھے ۔
غلبہ شیطانی کا علاج : چوتھا کلمہ ایک سو گیارہ مرتبہ روزانہ پڑھے ۔

نصائح

حضور قبلہ عالم مدظلہ نے ایک روز حسب ذیل نصیحتیں ارشاد فرمائیں جو احقر نے اپنے اور دیگر یاران طریقت کے فائدہ کیلئے قلمبند کرلیں

۱۔ ارشاد ہوا کہ بعض دفعہ انوار باطنی عالم ناسوت کے رنگ میں روشن ہوتے ہیں یعنی سامنے آتے ہیں۔ جن میں غمی، خوشی اور دیگر حادثات کے آثار ہوتے ہیں لیکن معمولی غور و فکر کرنے کے بعد ان کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ اسلئے سالک پر اگر لطائف قلبی خاص وقت پر روشن نہ ہوں تو اس کی اس کیفیت کو

کیفیت مذموم نہیں کہا جا سکتا۔

۲۔ ارشاد ہوا کہ مشائخین عظام کے مزارات کی زیارت کے وقت خوشبو کا آنا جو ایک خاص قسم کی خوشبو ہوتی ہے اس بات پر دلالت کرتی ہے، کہ صاحب مزار کے ساتھ زائر کی خصوصی نسبت قائم ہے۔

۳۔ ارشاد ہوا کہ کسی دنیادار سے ایسی توقع مت رکھو جو تمہارے لئے مفید ثابت ہو۔ لیکن اگر کوئی دنیادار تمہاری اعانت کرے تو اسے اعانت غیبی پر محمول کرو۔

۴۔ ارشاد ہوا کہ ایسے لوگوں کی صحبت نہ کرو جن کے ظاہر افعال قابل اعتراض ہوں

۵۔ ارشاد ہوا کہ عالم باطن کی باتیں ایسے لوگوں کے سامنے بیان نہ کرو جو عالم باطن سے متعلق یقین نہ رکھتے ہوں اور ایسے لوگوں کے سامنے بھی ان کا ذکر نہ کرو جو عالم باطن سے متعلق اعتقاد تو رکھتے ہیں لیکن قوت ضبط نہیں رکھتے۔

۶۔ ارشاد ہوا کہ کسی آدمی کو اس قدر ہمراز نہ بناؤ کہ وہ مخالف ہونے کی صورت میں تمہارے رازوں کی تشہیر کرے۔

۷۔ ارشاد ہوا کہ اپنے مشاہدات اور باطنی کیفیات دوسروں سے بیان نہ کرو کیونکہ اس طرح انوار میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

۸۔ ارشاد ہوا کہ اگر از روئے کشف کسی کی موت کا علم ہو جائے یا کسی ایسی بات کا پتہ چل جائے جس سے لوگوں کا نفع یا نقصان ظاہر ہوتا ہو تو اسکی تشہیر نہ کی جائے اور اگر بیان کرنا ضروری ہو تو ایسے الفاظ میں بیان کیا جائے جو یقینی نہ ہوں بلکہ انمیں ظن اور تخمینہ پایا جائے

۹۔ ارشاد ہوا دن رات میں ایک ایسا وقت متعین کر کے ذکر فکر میں مشغول ہونا چاہیئے جس میں مکمل تنہائی ہو۔

۱۰۔ ارشاد ہوا کہ عالم باطن کے وہی احکام قابل پذیرائی ہوتے ہیں جو اپنے شیخ کے وسیلے سے ملیں

۱۱۔ ارشاد ہوا کہ سالک کو شریعت مطہرہ کے احکام کی تعمیل کرنے سے ہی ترقی ہوتی ہے اور اعلیٰ مدارج ملتے ہیں

خاتمہ

الحمد للہ کہ یہ مجموعہ ارشادات حضرت نیر تابان طریقت سید ابوالکمال برقؔ نوشاہی مدظلہ موسوم بہ حقائق المعارف پایہ تکمیل کو پہنچا اللہ تعالیٰ جمیع متوسلین سلسلہ کو اس سے مستفید فرمائے اور مخلصی فی اللہ صوفی محمد حنیف صاحب قمر نوشاہی سلمہ اللہ تعالیٰ کو دینی و دنیوی نعمتوں سے مالا مال کرے جنہوں نے اس مقدس رسالہ کی اشاعت کرکے بھائیوں پر احسان عظیم کیا ہے آمین ثم آمین

احقر عباد اللہ محمد انور نوشاہی بحر العلومی